هُوَ الَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّهٖ رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۲۹۶

فاروق

تحریک جدید کا اخبار

قادیان

ایڈیٹر: میر قاسم علی احمدی

شرح چندہ پیشگی

سرپرستان، معاونین، عام خریداران، ششماہی، بیرون ہند

۲۵، للعہ/، عہ/، عہ/، ۸ شلنگ

قیمت فی پرچہ ۱/ منیجر: رشید احمد خان احمدی

تاریخہائے اشاعت ہر انگریزی ماہ کی ۷-۱۴-۲۱-۲۸

جلد ۲۵ قادیان دارالامان مورخہ ۱۱ رمضان ۱۳۵۹ھ مطابق ۱۴ ماہ اخاء ۱۳۱۹ھش مطابق ۱۴ اکتوبر ۱۹۴۰ء نمبر ۳۸

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دارالامان کا ہفتہ

(۱) ۱۲ ماہ اخاء (اکتوبر) حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی طبیعت ایام زیر اشاعت میں درد نقرس۔ پھر بخار منتلی۔ دردسر سے ناساز رہی۔ آج ڈاکٹری اطلاع ہے۔ کہ بخار خدا کے فضل سے اتر گیا۔ اور عام طبیعت خدا کے فضل سے بہتر ہے۔ الحمد للہ علیٰ احسانہٖ۔ ناظرین فاروق نہایت توجہ اور درد دل سے اس ماہ مبارک میں اپنی تمام دعاؤں پر حضور ایدہ اللہ کی صحت کامل اور درازیٔ عمر اور کامیابی مقاصد کی دعا کو مقدم رکھ کر ثواب عظیم حاصل کریں۔ حضور کی ناسازی طبع کی وجہ سے جمعہ حضرت مولوی شیر علی صاحب نے پڑھا۔

(۲) سیدۃ النساء حضرت ام المؤمنین مدظلہا العالی کی طبیعت ضعف سے علیل ہے۔ دعا صحت کی جائے۔

(۳) حرم ثانی حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ کو درد شکم اور بخار ہے۔ صحت کامل کے لئے احباب دعا جاری رکھیں۔

ایک دعا کی درخواست

برادر سید فضل شاہ صاحب محلہ دارالفضل احباب سے درخواست دعا کرتے ہیں۔ کہ (۱) ان کے عزیز سید محمد یوسف شاہ جو پولیس ہانگ کانگ میں ملازم ہیں۔ رخصت لیکر قادیان آرہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو بخیریت تمام دارالامان پہنچائے۔ (۲) ان کے ایک عزیز سید محمد سلیمان جو افریقہ میں بسلسلہ تجارت گئے ہوئے ہیں۔ ان کے لئے دعا کریں۔ کہ خدا ان کو بخیریت رکھے۔ آمین۔

خطبہ جمعہ مورخہ ۴ اکتوبر ۱۹۴۰ء

سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی علالت کی وجہ سے ۴ ماہ اخاء (اکتوبر) کو حضرت مولوی شیر علی صاحب نے حسب ذیل خطبہ پڑھا:-

آج جمعہ کے مبارک دن کے ساتھ رمضان کا مبارک مہینہ شروع ہوتا ہے۔ یہ اتنی برکتوں کا مہینہ ہے۔ کہ جن کی کوئی انتہا نہیں۔ مومن کا کام ہے کہ جب اسے کسی نیکی کا موقعہ ملے۔ تو وہ اس سے پورا پورا فائدہ اٹھانے کی کوشش کرتا ہے۔ لیکن بدقسمت ہے وہ جو ایسے نیکی کے مواقع ملنے کے باوجود بھی ان سے فائدہ اٹھانے کی کوشش نہیں کرتا۔

ہم روزانہ زمینداروں کو ایسے مواقع سے فائدہ حاصل کرتے دیکھتے ہیں۔ یعنی جب ان کی فصل کے بونے کے دن ہوتے ہیں۔ تو وہ جو بڑی بڑی گہری نیند سونے والے ہوتے ہیں۔ وہ بھی تہجد گزار لوگوں کی طرح بلکہ ان سے بھی پہلے اٹھتے ہیں۔ اور اس وقت سے لے کر سارا دن کام کرتے رہتے ہیں۔ بلکہ جب تک بہت زیادہ اندھیرا ہو کر کام کرنا دشوار نہیں ہو جاتا۔ اس وقت تک کام کئے چلے جاتے ہیں۔ اور اس طرح وہ اس موقعہ سے اپنی فصل کے بونے کا پوری طرح فائدہ اٹھا لیتے ہیں۔ ہم کو بھی زمینداروں کے اس نمونہ سے فائدہ اٹھانا چاہیئے۔ اسی طرح تاجر جب اپنی تجارت کے لئے کوئی اچھا موقعہ دیکھتے ہیں۔ تو وہ فوراً اپنا سارا سرمایہ لگا کر اس موقعہ سے مستفیض ہوتے ہیں۔ اسی طرح یہ رمضان المبارک کا مہینہ ہے۔ ہم کو اس سے فائدہ حاصل کرنا چاہیئے۔ اور دعا کرنی چاہیئے۔ کہ اللہ تعالےٰ ہماری شامت اعمال کی وجہ سے ہم کو اس مہینہ کی برکات سے محروم نہ کرے۔

لیکن اس کی برکت حاصل کرنے کے لئے یہ بھی مدنظر رکھنا چاہیئے۔ کہ اس مہینہ کی کیا غرض ہے۔ وہ غرض قرآن کریم میں اللہ تعالےٰ نے بیان کی ہے۔ حدیث شریف میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے بتادی ہے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی اس کی غرض ظاہر فرمائی ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ۔ کہ یہ روزوں کا مہینہ جو تم پر فرض کیا گیا ہے۔ اس کی برکتوں سے پہلی قوموں کو بھی محروم نہیں رکھا گیا۔ ان کو بھی روزوں کا حکم تھا۔

پس تم کو اس مہینہ میں روزے رکھنے کا حکم دیا گیا ہے۔ تاکہ تم بھی ان کی طرح اس مہینہ کی برکات کے وارث بن سکو۔ اور لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ۔ تاکہ تم بھی متقی اور تقوےٰ شعار بن جاؤ۔ پس روزہ کی اصل غرض تقویٰ اور تزکیہ نفس حاصل کرنا ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے بھی اس کی غرض بتائی ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں۔ جو شخص رمضان میں صبح سے لے کر شام تک کھانا نہیں کھاتا۔ پانی نہیں پیتا۔ بلکہ بھوکا اور پیاسا رہتا ہے۔ مگر وہ روزہ کی اصل غرض کو پورا نہیں کرتا۔ تو اس کے بھوکا یا پیاسا رہنے کی خدا تعالےٰ کو کچھ پروا نہیں۔ وہ بے شک رات کو اٹھا۔ اور اس نے اپنی نیند کو خراب کیا۔ اور پھر شام تک کھانے پینے سے محترز رہا۔ مگر جو روزہ کی اصل غرض تھی۔ اس نے اس کو نظرانداز کر دیا۔ اور لوگوں پر ظلم کرنے سے باز نہ آیا۔ یا لوگوں کے حقوق غصب کرنے سے اس نے اپنے آپ کو نہ بچایا۔ اور تقویٰ کی راہوں کو اس نے اختیار نہ کیا۔ تو اس کے اس بھوکے پیاسے رہنے سے کوئی فائدہ نہیں۔ کیونکہ اس کا بھوکا یا پیاسا رہنا صرف ایک ظاہری روزہ کی شکل ہے۔ جس کے ساتھ روح نہیں۔ پس ہمیں کوشش کرنی چاہیئے۔ اور دعا کرنی چاہیئے۔ کہ ہم روزہ کی ظاہری شکل کے ساتھ اس کی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روح کو بھی حاصل کریں۔ اور تقوےٰ کی راہوں کو اختیار کریں۔

دراصل رمضان المبارک کا مہینہ مومن کے لئے ایک مشق کا مہینہ ہے۔ جس طرح ٹیریٹوریل فورس کو سال میں ایک دو مہینے لڑائی کے قواعد کی مشق کرائی جاتی ہے۔ اسی طرح یہ بھی مومنوں کے لئے مشق کے دن ہیں۔ وہ ان ایام میں جن نیکیوں کی روزوں کے ذریعہ مشق کریں گے۔ سال کے باقی مہینوں میں ان نیکیوں میں حصہ لینا ان کے لئے آسان ہو جائے گا۔ اور یہ مشق محض کھانے یا پینے سے پرہیز کرنے سے حاصل نہیں ہوتی۔ بلکہ اسکی اصل غرض کو مدنظر رکھنے سے حاصل ہوتی ہے۔ مثلاً وہ صبح ہوتے ہی ہر وقت یہ خیال رکھے۔ کہ میں روزوں کی اصل غرض کو بھی مدنظر رکھ رہا ہوں۔ یا نہیں۔ حدیث میں آتا ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم فرماتے ہیں۔ جب بحالت روزہ کوئی تم سے لڑائی جھگڑا کرے۔ تو تم لڑائی کرنے والے کو کہو۔ کہ انی صائم۔ یعنی میں اس وقت روزہ سے ہوں۔ پس ہم کو روزوں کی اصل غرض مدنظر رکھنی چاہیئے۔ تاکہ ہمارے روزے بے جان نہ ہوں۔ بلکہ اپنے اندر اصل روح رکھتے ہوں۔

روزہ کی اصل غرض تقوےٰ پیدا کرنا ہے۔ خواہ ہمیں یہ معلوم نہ ہو۔ کہ روزہ سے کس طرح تقوےٰ حاصل ہو جاتا ہے۔ پھر بھی حقیقی روزہ سے ضرور تقویٰ پیدا ہوتا ہے۔ جیسا کہ اگر ایک بیمار جب ہدایت کے مطابق دوائی استعمال کرے۔ تو خواہ اسکو اس کے خواص کا پورا علم نہ ہو۔ تو بھی وہ دوائی اس کو فائدہ پہنچا دے گی۔

پس خواہ ہمیں روزہ کے فوائد کا پورا علم نہ ہو لیکن اگر ہم روزہ کی اصل روح کو اختیار کریں۔ تو ضرور اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہم کو اس کے نتائج اور برکات حاصل ہو جائیں گے۔

روزہ کے فوائد کے متعلق ایک موٹی سی بات میں ذکر کر دیتا ہوں۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ ایک شخص جو امیر ہے۔ باوجودیکہ ہزاروں چیزیں اس کے لئے کھانے پینے کی ہوتی ہیں۔ مگر وہ خدا تعالیٰ کی رضا کی خاطر ان کو استعمال میں نہیں لاتا۔ اس طرح اسکو ان لوگوں کا بھی احساس ہوتا ہے۔ جو عیالدار ہوتے ہیں۔ مگر غریب و مسکین ہونے کی وجہ سے فاقہ کشی پر مجبور ہوتے ہیں۔

غرض روزہ سے انسان کو غریبوں۔ مسکینوں یتیموں اور بیواؤں کی تکلیف کا احساس ہو جاتا ہے۔ کیونکہ جب کوئی نعمت چھن جاتی ہے۔ تو پھر اسکی قدر و قیمت کا احساس ہوتا ہے۔ اسی طرح جب وہ خود روزہ کی وجہ سے بھوکے پیاسے ہوتے ہیں۔ تب انہیں معلوم ہوتا ہے۔ کہ فاقہ کشی کیسی تکلیف دہ چیز ہے۔ پس ہم کو چاہیئے۔ کہ ہم ان روزوں سے تقویٰ کا یہ سبق حاصل کریں۔ کہ کمزوروں اور غرباء کا خیال رکھتے ہوئے ان کی امداد کریں۔ حدیث میں آتا ہے۔ نبی کریم صلے اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم عام طور پر سخاوت کرتے رہتے تھے۔ مگر رمضان شروع ہونے پر تو آپ کی سخاوت تیز ہوا کی طرح ہو جاتی تھی۔ اس لئے آپؐ کے نقش قدم پر چلنے کے لئے ہم کو بھی غرباء و مساکین کی امداد کرتے رہنا چاہیئے۔

پھر رمضان شریف سے فائدہ حاصل کرنے کا ایک ذریعہ یہ بھی ہے۔ کہ جو لوگ رمضان میں بیماری کی وجہ سے روزہ نہیں رکھ سکتے۔ وہ بھی فدیہ دیکر غرباء کی امداد کر سکتے ہیں۔ اور پھر رمضان المبارک کے بعد جب وہ تندرست ہوں۔ تو اپنے ان روزوں کو بھی پورا کر لیں۔

ایسا ہی جو لوگ بڑھاپے کی وجہ سے۔ یا دائم المریض ہونے کی وجہ سے روزہ رکھنے کی طاقت نہیں رکھتے۔ وہ بھی فدیہ دے کر غرباء اور مساکین کی امداد کر سکتے ہیں۔

رمضان کی ایک برکت خود قرآن مجید میں بھی اللہ تعالےٰ نے بیان فرمائی ہے۔ اور وہ یہ کہ یہ مہینہ دعاؤں کی قبولیت کا ہے۔ جیسا کہ رمضان کے ذکر میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ واذا سألک عبادی عنی فانی قریب اجیب دعوۃ الداع اذا دعان (بقرہ ع ۲۳) یعنی جب میرے بندے میری نسبت سوال کریں۔ تو انہیں بتا دیا جائے۔ کہ میں تو تمہارے قریب ہی ہوں۔ جب بھی تم مجھ کو پکارو گے۔ میں تمہاری پکار کو سنوں گا۔

پس معلوم ہوا۔ کہ یہ مہینہ خصوصیت کے ساتھ قبولیت دعا کا ہے۔ اس لئے صرف روزہ پر ہی اکتفاء نہیں کرنا چاہیئے۔ بلکہ رات کو پچھلے وقت اُٹھ کر جہاں تک ہو سکے۔ دعا کرنی چاہیئے۔ اور اگر موقعہ ہو۔ تو صرف نماز ہی میں نہیں۔ بلکہ دوسرے اوقات میں بھی دن کو اور رات کو سوتے اٹھتے چلتے۔ پھرتے غرضکہ ہر وقت دعائیں کرنی چاہئیں۔ اور جس طرح بیج بونے کے وقت سے زمیندار لوگ پورا پورا فائدہ اٹھاتے ہیں۔ اسی طرح مومنوں کو بھی اس ماہ سے پورا فائدہ اٹھانا اور دعاؤں پر زور دینا چاہیئے۔

پھر ہر شخص اپنی ضروریات کو جانتا ہے۔ جس کے لئے وہ دعا کرتا ہے۔ مگر اس قبولیت دعا کے مہینہ میں ایک بڑی اہم دعا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت کاملہ اور درازیٔ عمر کے لئے ہونی چاہیئے۔ آج حضور باوجودیکہ رمضان شریف کا پہلا جمعہ تھا۔ علالت طبع کی وجہ سے تشریف نہیں لا سکے۔ اس لئے ممکن ہے اللہ تعالےٰ کی طرف سے اس میں یہ حکمت ہو۔ کہ ہم کو حضور کے لئے دعاؤں پر زور دینے کی طرف توجہ دلائی جائے۔ کیونکہ آج پہلا جمعہ تھا۔ اور ہم سب بڑے شوق کے ساتھ اس امر کا انتظار کر رہے تھے۔ کہ آپ تشریف لائیں گے۔ اور آپ کے خطبہ سے فائدہ اٹھائیں گے۔ مگر عین جمعہ کے وقت سردرد کا دورہ ہو جانے کی وجہ سے ہم آپ کے خطبہ سے محروم رہ گئے۔ اس طرح ہمیں یہ بتایا گیا ہے۔ کہ ہم حضور کی صحت اور درازیٔ عمر کے لئے اس مبارک مہینہ اور دعاؤں کی قبولیت کے خاص ایام میں خاص طور پر زور دیں۔

رمضان شریف سے فائدہ حاصل کرنے کے لئے اور اپنے نفس کا تزکیہ کرنے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک بات اور بھی بیان فرمائی ہے۔ اور وہ یہ کہ انسان کو چاہیئے۔ اپنی کمزوریوں کو دور کرنے کی کوشش کرے۔ اس کا حضور نے ایک طریق یہ بیان فرمایا ہے۔ کہ جب رمضان شریف کا مہینہ آئے۔ تو ہر شخص یہ مصمم ارادہ کرے۔ کہ میں اپنی ایک کمزوری ترک کر دوں گا۔ اور پھر ہر سال ایسا کرے۔ کہ وہ رمضان میں اپنی کسی ایک غلطی یا کمزوری کے ترک کرنے کا تہیہ کرے۔ اور اس پر قائم رہے۔ اگر وہ یہ مصمم ارادہ کرے۔ تو اللہ تعالیٰ اس شخص کو توفیق دے گا۔ کہ اس کا نفس پاک ہو جائے۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس نصیحت پر ہر شخص کو عمل کرنا چاہیئے۔ اور کوشش کرنی چاہیئے۔ کہ ہر شخص اس مہینہ میں اپنی کسی نہ کسی کمزوری کو ترک کر دے۔ کوئی ایک کمزوری مدنظر رکھ لی جائے۔ خواہ وہ بڑی ہو یا چھوٹی۔ کسی شخص سے کہنے کی ضرورت نہیں۔ بلکہ اپنے نفس کے ساتھ پختہ عہد کر کے اس کو ترک کرنے کا پختہ ارادہ کر لینا چاہیئے۔ اور پھر اگلے رمضان میں کسی دوسری کمزوری کو ترک کرنے کا عہد کرنا چاہیئے۔ اسی طرح لگاتار ہر رمضان میں اگر انسان کرتا رہے۔ تو اس سے بھی تزکیہ نفس ہو سکتا ہے۔

ہر انسان میں کوئی نہ کوئی کمزوری ہوتی ہی ہے۔ مگر اس وقت میں ایک ایسی کمزوری کا ذکر کرنا چاہتا ہوں۔ جس کا ترک کرنا جماعت کی ترقی کے لئے ضروری ہے۔ جماعت کی ترقی کا راز یہ ہے۔ کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ہم کو واجب الاطاعت امام حاصل ہے۔ اسکی کامل اطاعت کی جائے۔ یہی چیز ہے۔ جس کی وجہ سے سلسلہ احمدیہ ترقی کر رہا ہے۔ پس وہ چیز جس پر جماعت احمدیہ کی ترقی کا انحصار ہے۔ اطاعت امام ہے۔ لیکن بعض لوگوں میں یہ کمزوری ہوتی ہے۔ کہ وہ خیال کرتے ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح جو ہم کو حکم دیں۔ اس کی اطاعت کرنا ہی کافی ہے۔ کسی اور افسر کی بات ماننی ضروری نہیں۔ حالانکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے فرمایا ہے۔ من اطاع امیری فقد اطاعنی۔ یعنی جسے میں امیر مقرر کرتا ہوں۔ کہ وہ لوگوں سے کام لے۔ جو شخص اسکی اطاعت کرتا ہے۔ وہ میری اطاعت کرتا ہے۔ اور میری اطاعت دراصل خدا تعالیٰ کی اطاعت کرنا ہے۔

پس یہ نبی کریم صلے اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کا حکم ہے۔ زید یا بکر کا نہیں۔ کہ یہ خیال کر لیا جائے۔ کہ فلاں مقرر کردہ امیر یا افسر بھی تو میرے جیسا انسان ہے۔ اس لئے اسکی اطاعت کی کیا ضرورت ہے۔ یا یہ خیال کرنا کہ میں تو امیر آدمی ہوں۔ اور فلاں غریب ہے۔ اس لئے مجھے اسکی اطاعت کرنے کی ضرورت نہیں۔ دراصل یہ بھی ایک کمزوری ہے۔ کیونکہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کے حکم سے جو بھی نظام مقرر ہے۔ اس کی اطاعت ضروری ہے۔ اور اس نظام میں عبد الکریم یا عبد الرحیم وغیرہ کی اطاعت کرنا ان کی اطاعت نہیں۔ بلکہ حضرت خلیفۃ المسیح کی اطاعت ہے۔ اور ہر شخص کو یہ سمجھنا چاہیئے۔ کہ ان کی اطاعت کرنا میرا فرض ہے۔ اور یہ دراصل خدا کا حکم ہے۔ اور خدا تعالےٰ کے حکم پر عمل کرنا عبادت الٰہی میں شمار ہوتا ہے۔

پس ہر احمدی کو یہ یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ اطاعت میں ہی سلسلہ احمدیہ کی ترقی کا راز ہے۔ اور اس اطاعت کی روح کو بڑھانا چاہیئے۔ آج دنیا کے لوگ بھی جانتے ہیں۔ کہ اطاعت ایک نہایت ضروری امر ہے۔ فوج میں اگر کوئی شخص چھٹی پر جائے۔ اور وہ وقت پر نہ پہنچے۔ یا ایک دو منٹ بھی دیر میں پہنچے۔ تو وہ مجرم اور مستحق سزا سمجھا جاتا ہے۔

آج ہٹلر کی فتوحات کی کیا وجہ ہے۔ یہی کہ اسکی قوم اس کی اطاعت کرتی ہے۔ اور اطاعت سے ہی قوت و طاقت پیدا ہوتی ہے۔ یہ الگ امر ہے۔ کہ اس طاقت اور قوت کو اچھے رنگ میں استعمال کیا جاتا ہے۔ یا بُرے رنگ میں۔ مگر اسمیں شبہ نہیں۔ کہ ہٹلر کی فتوحات کا دار و مدار اسکی قوم کی اطاعت پر ہے۔ مگر یہ تو ایک دنیاوی بات ہے۔ کہ وہ اطاعت کر کے دنیا حاصل کر رہے ہیں۔ لیکن میں جس اطاعت کا ذکر کر رہا ہوں۔ اس میں دین و دنیا دونوں کے ثواب پنہاں ہیں۔ اسلئے نظام کی طرف سے مقرر شدہ افسر خواہ

ایڈیٹر صاحب پیغام صلح لاہور کو واضح ہو۔ کہ اخبار ۲۱ جولائی ۱۹۴۱ء جس میں کتاب "حبل الحق" کے دوبارہ چھاپ دینے کی شرائط درج ہیں۔ دوبارہ بھیج دیا ہے۔ اسکو پڑھ کر جلد نصف قیمت مطلوبہ بھیجدیں۔ (ایڈیٹر)

ثنائی مشن

Digitized by Khilafat Library Rabwah

لولاک لما خلقت الافلاک (حدیث) پر

مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کے اعتراضات کے جواب

مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کا اخبار "اہلحدیث" پڑھنے والے اصحاب اچھی طرح جانتے ہیں۔ کہ ان دنوں مولوی صاحب کیسی بہکی بہکی باتیں کرتے اور کیسے لغو اور بودے اعتراض کرتے ہیں۔ جو ایک معمولی علم و سمجھ رکھنے والا انسان بھی ہرگز نہیں کرسکتا۔ چنانچہ حال ہی میں انہوں نے سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کے الہام ایب ڈی کیٹڈ پر جو اعتراضات کئے تھے۔ اور جن کا جواب میں ۲۸ ستمبر کے "فاروق" میں پیش کرچکا ہوں۔ وہ میرے مندرجہ بالا بیان پر شاہد ہیں۔ آج جس اعتراض کے جواب میں مجھے اس وقت کچھ عرض کرنا پڑا ہے۔ وہ تو ایب ڈی کیٹڈ پر عائد کردہ اعتراض سے بھی کہیں زیادہ لغو اعتراض ہے۔ جیسا کہ ناظرین "فاروق" پر آگے چل کر ظاہر ہوجائے گا۔

۱۸ ستمبر سنہ ۴۰ء کے الفضل میں حضرت مفتی محمد صادق صاحب کی وہ تقریر چھپی ہے۔ جو انہوں نے قادیان میں سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے منعقدہ جلسہ میں ۱۵ ستمبر کو فرمائی۔ اس میں مفتی صاحب نے لولاک لما خلقت الافلاک کی مشہور و معروف حدیث قدسی کو بیان کرتے ہوئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اعلیٰ و بلند شان کا اظہار کیا۔ اور ساتھ ہی بتایا۔ کہ یہ حدیث گو محدثین کے اصول کے مطابق صحیح نہیں۔ لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے۔ کہ "ہمیں کشفی طور پر معلوم ہوا ہے کہ یہ حدیث اپنے مطلب اور مفہوم کے لحاظ سے صحیح ہے۔ اس حدیث سے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بلند شان کا پتہ لگتا ہے۔"

مفتی صاحب کی تقریر کے ادھورے حصہ کو لے کر اور اس حصہ کو جس میں اس حدیث کا مطلب بیان کرکے آنحضرت صلعم کی شان ارفع کا ثبوت بھی دیا گیا تھا۔ نظر انداز کرکے مولوی ثناء اللہ صاحب نے جو اعتراض کیا اور "خادمان اہلحدیث زندہ ہیں" کے دعویٰ کے ساتھ جو کچھ تحریر کیا۔ وہ ان کے اپنے الفاظ میں حسب ذیل ہے:-

"ایک عربی مقولہ مشہور ہے۔ جس کا ترجمہ یہ ہے۔ اے رسول اگر تو نہ ہوتا۔ تو میں آسمان نہ بناتا۔ (لولاک لما خلقت الافلاک)

اس فقرے کو حدیث قدسی کے نام سے بیان کیا جاتا ہے۔ مگر نہ تو اس کی کوئی سند ہے۔ نہ یہ ازروئے روایت صحیح ہے۔ صرف غیر معتبر واعظوں کی زبان پر چڑھا ہوا ہے۔ اس مقولہ کے متعلق اخبار الفضل ۱۸ ستمبر میں مفتی محمد صادق کا ایک مضمون (؟) شائع ہوا ہے۔ (اس جگہ مفتی صاحب کی تقریر کا صرف ابتدائی حصہ نقل کرنے کے بعد لکھا ہے) محدثین کے نزدیک تو یہ مقولہ بے ثبوت ہونے کی وجہ سے بجائے خود مردود ہے۔ اس کے علاوہ مقصود کے لحاظ سے بھی بالکل غلط ہے۔ کیونکہ اس سے مقصود یہ بتایا جاتا ہے۔ کہ اگر آنحضرت نہ ہوتے تو خدا دنیا کو بھی نہ پیدا کرتا۔ حالانکہ اس مطلب کے لحاظ سے عربی الفاظ یوں ہونے چاہئیں۔ لولاک لما خلقت الدنیا۔ یا ما خلقت شیئاً۔ یعنی اے پیغمبر اگر تو نہ ہوتا۔ تو میں دنیا کو پیدا نہ کرتا۔ یا کوئی چیز پیدا نہ کرتا۔ بہر حال مرزا صاحب اور مفتی محمد صادق صاحب کے نزدیک یہ روایت بے ثبوت ہے۔ ہاں مرزا صاحب نے اس کے معنی کو صحیح قرار دیا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ اس میں آپ کی ایک غرض مخفی ہے۔ یہ مقولہ گو آنحضرت صلعم نے اپنے حق میں ارشاد نہیں فرمایا۔ اور نہ کوئی سچا نبی ایسا کہہ سکتا ہے۔ لیکن مرزا صاحب نے اس مقولہ کو اپنا الہام ظاہر کرکے اس کو اپنے حق میں بتایا ہے۔" (اہلحدیث ۱۴ اکتوبر سنہ ۱۹۴۰ء صفحہ ۸)

اس کے ساتھ ہی جماعت احمدیہ کو مخاطب کرکے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہام کا جو آپ کو بھی لولاک لما خلقت الافلاک کے الفاظ میں ہوا ہے۔ مولوی ثناء اللہ صاحب اپنی طرف سے مطلب بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:- "اگر مرزا صاحب نہ ہوتے تو خدا دنیا کو پیدا نہ کرتا۔ ابتدائے آفرینش سے لیکر آج تک اور آج سے فنائے عالم تک جو کچھ پیدا ہوا ہے۔ یا آئندہ ہوگا۔ یہ سب مرزا صاحب کے وجود کی برکت ہے۔ کیا یہ عقیدہ کسی صحیح الفہم انسان کا ہوسکتا ہے۔"

مولوی صاحب کی عبارت پر جو دراصل مختلف جواب طلب باتوں پر مشتمل ہے۔ میں نے آسانی کے لئے نمبر لگا دیئے ہیں۔ اور اب ان میں سے ہر ایک کا نمبروار جواب ذیل میں عرض کرتا ہوں۔ ناظرین پڑھیں۔ اور مولوی صاحب کی حدیث دانی کا نوحہ کریں۔

پہلا اعتراض:- مولوی ثناء اللہ صاحب لولاک لما خلقت الافلاک کی حدیث کی صحت کا اس لئے انکار کرتے ہیں۔ کہ اس کی کوئی سند نہیں ہے۔

الجواب:- مولوی صاحب! اس حدیث کو جو زبان زد خلائق ہے۔ اور جس سے ہر چھوٹا بڑا مسلمان واقف و آگاہ ہے۔ آپ ہرگز اس وجہ سے رد نہیں کرسکتے۔ کہ اس کی کوئی سند نہیں۔ کیا آپ کو معلوم نہیں۔ کہ حدیث "علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل" کو بھی محدثین نے بے سند مانا ہے۔ چنانچہ ملا علی قاری رح موضوعات کبیر کے صفحہ ۴۸ پر فرماتے ہیں:-

"حدیث علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل قال الدمیری والعسقلانی لا اصل لہ وکذا قال الزرکشی" یعنی امام دمیری امام عسقلانی اور امام زرکشی رحمۃ اللہ علیہم کے نزدیک یہ حدیث بے سند ہے۔ اور اس کا اصل ہی کوئی نہیں۔ لیکن چونکہ یہ حدیث زبان زد خلائق ہے۔ اسی لئے اس حدیث کو "مشہور" کہہ کر صحیح قرار دیا ہے۔ بلکہ مشہور کی تعریف میں تو بطور مثال پیش ہی اسی حدیث کو کیا گیا ہے۔ جیسا کہ علامہ ابوالحسن ابن محمد صادق السندی المدنی رح بہجۃ النظر علی شرح نخبۃ الفکر صفحہ ۱۴ پر رقمطراز ہیں:-

ثم المشہور یطلق اصطلاحاً علی ما حررنا ھھنا وعلی ما اشتہر علی الالسنۃ۔ ای دار علی ما کان لہ اصل ام لا فیشمل بالاطلاق الاخیر ما لہ اسناد واحد ولو غیر صحیح فصاعدا بان یکون لہ اسنادان بل یشمل ما لا یوجد لہ اسناد اصلا ای ثابت سواء کان لہ اسناد موضوع ام لا والمراد بہ اسناد ما فیراد بقولہ اسناد واحد ما ھو اعم من الثابت والموضوع ومثال ما لا یوجد اسناد لہ علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل قالہ اللقانی۔"

یعنی علامہ ابن حجر عسقلانی رح نے خط کشیدہ عبارت میں جو یہ فرمایا ہے۔ کہ مشہور حدیث کا اطلاق مذکورہ بالا کے علاوہ اس حدیث پر بھی ہوتا ہے۔ جو زبان زد خلائق ہو۔ اس صورت میں وہ حدیث بھی مشہور کہلائے گی۔ جس کی صرف ایک ہی سند ہو۔ بلکہ زبان زد خلائق ہونے کی وجہ سے ایسی حدیث بھی مشہور کہلائے گی۔ جس کی کہ بالکل کوئی ایک بھی سند نہ ہو۔

علامہ ابن حجر کے اس بیان پر مصنف بہجۃ النظر فرماتے ہیں۔ کہ زبان زد خلائق مگر بے اصل اور بے سند حدیث کی مثال حدیث علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل ہے۔

سو کیا مولوی ثناء اللہ صاحب اس حدیث کو بھی رد کردیں گے۔ اگر نہیں اور یقیناً نہیں۔ تو بعینہ ہم کہتے ہیں۔ کہ اگرچہ لولاک لما خلقت الافلاک کی حدیث قدسی بھی محدثین کے نزدیک بے اصل ہے مگر "علی ما اشتہر علی الالسنۃ" کے اصل کے مطابق یہ حدیث صحیح ہے۔

دوسرا اعتراض:- مولوی ثناء اللہ صاحب نے یہ کہا ہے۔ کہ یہ حدیث ازروئے روایت صحیح نہیں ہے۔

الجواب:- مولوی صاحب! جبکہ آپ خود بھی بعض ایسی حدیثوں کو صحیح تسلیم کرتے ہیں۔ جن کو محدثین نے ضعیف قرار دیا۔ یا جن کے حدیث ہونے سے ہی محدثین منکر ہیں۔ تو آپ کا جماعت احمدیہ کے خلاف ایک ایسی حدیث کو جو تمام مسلمانوں میں مشہور و معروف ہے۔ ازروئے روایت صحیح نہ ہونے کا عذر کرکے رد کردینا یہ بنئے کے دو باٹ رکھنے سے مشابہ ہے یا نہ؟ مثلاً

(۱) آپ بارہا "صلوا خلف کل بر و فاجر الحدیث" کو صحیح حدیث مان کر فاسق و فاجر کی اقتداء میں نماز کے جواز کا فتویٰ دے چکے ہیں۔ (ملاحظہ ہو اخبار اہلحدیث ۲۲ مارچ سنہ ۱۹۴۰ء صفحہ ۱۳) حالانکہ محدثین نے لکھا ہے۔ "صلوا خلف کل بر و فاجر حدیث لم یثبت" (صراط مستقیم المعروف سفر السعادۃ صفحہ ۱۷۸ از امام مجد الدین صاحب قاموس رح)

یعنی صلوا خلف کل بر و فاجر کوئی حدیث ہی نہیں ہے۔

(۲) پھر مولوی ثناء اللہ صاحب اپنے رسالہ اجتہاد و تقلید صفحہ ۷۹ پر حدیث "اصحابی کالنجوم بایہم اقتدیتم اھتدیتم" کی نسبت صاف یہ تسلیم کرتے ہیں کہ:-

"اس حدیث کی نسبت گو علماء محدثین نے سخت

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ضعف کا حکم لگایا ہے۔ ملاحظہ ہو اعلام الموقعین وغیرہ مگر خاکسار راقم (یعنی مولوی ثناء اللہ صاحب) کے خیال میں یہ حدیث **بلحاظ معنے بہت صحیح ہے**"۔ کیوں مولوی صاحب! اگر آپ صرف ایک "مولوی فاضل" ہو کر محدثین کی ضعیف قرار دی ہوئی حدیث کی نسبت بھی "بلحاظ معنے بہت صحیح" کہنے کے حقدار بن سکتے ہیں۔ تو جس شخص کو خدا تعالیٰ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مسیح موعود کے ساتھ حکم عدل کا منصب عطا کریں۔ تو وہ کیوں کسی حدیث کی نسبت صحیح یا غیر صحیح ہونے کا فتویٰ نہیں صادر کر سکتا۔ خصوصاً جبکہ آپ جیسے "مولوی فاضل" کے دعویٰ کی بنا تو صرف اپنے "خیال" پر ہو۔ مگر خدا کے حکم و عدل مسیح کی بنا دعویٰ یہ ہو۔ کہ "ہمیں **کشفی** طور پر معلوم ہوا ہے۔ کہ یہ حدیث (لولاک الخ) اپنے مطلب و مفہوم کے لحاظ سے صحیح ہے"۔

(الفضل ۱۸ ستمبر ۱۹۴۰ء)

تیسرا اعتراض:۔ مولوی ثناء اللہ صاحب نے لولاک لما خلقت الافلاک کی حدیث کے غیر صحیح ہونے کی ایک وجہ یہ بتائی ہے۔ کہ یہ "مقصود کے لحاظ سے بھی بالکل غلط ہے"۔

الجواب:۔ مولوی صاحب! یہ تو سچ ہے۔ کہ یہ حدیث محدثین کے اصول کے مطابق درست نہیں۔ مگر باوجود اس کے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرح وہ بھی اسکے معنی و مقصود کو صحیح تسلیم کرتے ہیں۔ چنانچہ ملا علی قاری رح فرماتے ہیں:۔

"حدیث لولاک لما خلقت الافلاک قال الصغانی انہ موضوع کذا فی الخلاصۃ لکن معناہ صحیح فقد روی الدیلمی عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما مرفوعاً اتانی جبریل فقال یا محمد لولاک ما خلقت الجنۃ ولولاک ما خلقت النار"

(موضوعات کبیر صفحہ ۵۹)

یعنی اگرچہ اس حدیث کو صغانی رح وغیرہ نے موضوع قرار دیا ہے۔ لیکن اس کے معنی صحیح ہیں۔ اور اسکی دلیل یہ ہے۔ کہ دیلمی رح نے ابن عباس رض سے یہ صحیح مرفوع متصل حدیث روایت کی ہے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ جبرئیل نے میرے پاس آکر کہا۔ اے محمدؐ اگر آپ مبعوث نہ ہوتے تو جنت بھی نہ ہوتی۔ اور اگر آپ نہ مبعوث ہوتے۔ تو دوزخ بھی نہ ہوتی"۔

غرضکہ اس حدیث کے معنے و مفہوم اور مقصود کو محدثین نے نہ صرف صحیح مانا ہے۔ بلکہ اس کے معنے کی صحت میں صحیح حدیث کو بطور دلیل پیش کیا ہے۔

چوتھا اعتراض:۔ یہ کیا ہے۔ کہ "اس مطلب کے لحاظ سے عربی الفاظ یوں ہونے چاہئیں۔ لولاک لما خلقت الدنیا"۔

الجواب:۔ مولوی صاحب نے اسجگہ تسلیم کر لیا ہے۔ کہ اگر حدیث کے الفاظ ان کے پیش کردہ عربی الفاظ میں ہوتے۔ تو پھر وہ اس حدیث کو بھی صحیح مان لیتے۔ اور اس کے معانی کو بھی درست قبول کر لیتے۔ مولوی صاحب! اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی احادیث کی آپ کے دل میں ذرا بھی قدر ہو گی۔ تو آپ اس حدیث کو صحیح تسلیم کر لیں گے۔ ورنہ نہیں۔ لیجئے! میں آپ کے اس مطالبہ کو بھی پورا کر دیتا ہوں۔ امام ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ لولاک لما خلقت الافلاک کے معنے کی صحت کے اثبات کے لئے دیلمی کی مندرجہ بالا حدیث کے علاوہ ایک یہ بھی حدیث درج کرتے ہیں۔ جو کہ بالکل انہی الفاظ میں ہے۔ جن کا آپ نے مطالبہ کیا تھا۔ یعنی فرماتے ہیں:۔

"وفی روایۃ ابن عساکر لولاک ما خلقت الدنیا" (موضوعات کبیر صفحہ ۵۹)

یعنی ابن عساکر کی روایت میں ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو مخاطب کر کے فرمایا۔ کہ اگر آپ مبعوث نہ ہوتے۔ تو میں دنیا کو پیدا نہ کرتا۔ اور انہی الفاظ کا مولوی صاحب نے مطالبہ کیا ہے۔ جو اللہ تعالیٰ نے مولوی صاحب کی حدیث دانی کا پول ظاہر کرنے کے لئے پہلے سے فرما رکھے تھے۔ فالحمد للہ علیٰ ذٰلک۔ اب دیکھیں۔ کہ مولوی ثناء اللہ صاحب اس سے کیا فائدہ اٹھاتے ہیں؟

پانچواں اعتراض:۔ "مرزا صاحب نے اس (حدیث لولاک الخ) کے معنی کو صحیح قرار دیا ہے۔ اسکی وجہ یہ ہے۔ کہ اس میں آپ کی ایک غرض مخفی ہے۔ یہ مقولہ گو آنحضرت صلعم نے اپنے حق میں ارشاد نہیں فرمایا۔ اور نہ کوئی سچا نبی ایسا کہہ سکتا ہے۔ لیکن مرزا صاحب نے اس منقولہ کو اپنا الہام ظاہر کر کے اس کو اپنے حق میں بتایا ہے"۔

الجواب:۔ ناظرین! آپ مولوی ثناء اللہ صاحب کی اس عبارت سے سمجھ گئے ہوں گے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اس زبان زد خلائق اور صحیح المعنی حدیث کا مولوی ثناء اللہ صاحب نے کیوں باوجود "اہل حدیث" ہونے کے انکار کر دیا ہے۔ لیکن اس اعتراض سے ہمیں مولوی صاحب پر کوئی افسوس بھی نہیں رہا۔ کیوں؟ اس لئے کہ جب وہ ضد و تعصب کی وجہ سے خاتم الانبیا والمرسلین حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جیسے بے نظیر نبی کی مشہور و معروف حدیث کو بھی "ایک عربی مقولہ" کہہ کر اس کے حدیث ہونے سے منکر ہو رہے ہیں۔ اور جو امت مسلمہ کے صوفیائے کرام اور ائمہ عظام اس کو بیان کرتے چلے آئے۔ ان کی نسبت "صرف غیر معتبر واعظوں" کا خطاب دینے پر آمادہ ہو سکتے ہیں۔ تو اگر وہی مولوی صاحب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کسی کشف یا الہام کا انکار کریں۔ تو اس میں کونسی اچنبھی بات ہے؟

چھٹا اعتراض:۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہام کی بنا پر یہ کیا ہے۔ کہ گویا "جو کچھ پیدا ہوا یا آئندہ ہو گا۔ یہ سب مرزا صاحب کے وجود کی برکت ہے۔ کیا یہ عقیدہ کسی صحیح الفہم انسان کا ہو سکتا ہے"۔

الجواب:۔ حقیقۃً یہی ایک اعتراض ہے۔ جو غور طلب اور قابل بیان ہے۔ کہ اس حدیث کے معنی اور مطلب کیا ہیں۔ اور اگر مولوی ثناء اللہ صاحب نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ اس حدیث کی آڑ لے کر نادان دوست کا پارٹ ادا کرنے کی کوشش نہیں کی۔ تو پھر ان کے اعتراض کی ایک وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے۔ کہ ان کو اس حدیث کے معنے کی خبر نہیں۔ جس سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی شان ارفع کا پتہ چلتا ہے۔ مگر جب میں دیکھتا ہوں۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس حدیث کے معنے بیان کئے ہوئے ہیں۔ اور ۱۹۳۷ء میں سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ نے بھی اس کے معنی بتائے تھے۔ تو میں اس نتیجہ پر پہنچنے پر مجبور ہو جاتا ہوں۔ کہ مولوی ثناء اللہ صاحب نے اس حدیث پر اعتراض دیدہ دانستہ کیا ہے۔ اور محض بانیٔ سلسلہ احمدیہ علیہ السلام سے ضد و عداوت کی بنا پر کیا ہے۔ کیونکہ اگر مولوی ثناء اللہ صاحب کو اتنے عرصہ کے بیان شدہ معنی جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی شان ارفع کو ظاہر کرتے ہیں۔ یاد نہیں رہے تھے۔ تو کیا وہ حضرت مفتی محمد صادق صاحب کی الفضل ۱۸ ستمبر ۱۹۴۰ء کی مختصر سی ساری تقریر کو بھی نہ پڑھ سکتے تھے۔ جس کے ابتدائی حصہ کو لے کر مولوی صاحب نے اعتراض کر دیا۔ کیونکہ اسی تقریر میں مفتی صاحب کے یہ الفاظ موجود ہیں:۔

"میں ایک دفعہ کلکتہ گیا۔ تو سیرۃ النبی کے جلسہ میں ایک معزز ہندو نے وہاں تقریر کرتے ہوئے کہا۔ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) نے انسانیت کی لاج رکھ لی۔ مجھ پر اس کے اس فقرہ کا آج تک اثر ہے۔ اور واقعہ یہی ہے۔ کہ اگر رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مبعوث نہ ہوتے۔ تو انسان کا دنیا میں آنا اور نہ آنا برابر تھا۔ آپ اس بلند مقام پر پہنچے۔ کہ جبرئیل بھی وہاں تک نہ جا سکا۔ چنانچہ معراج کی رات اللہ تعالیٰ کے قرب کے مقامات طے کرتے کرتے آخر ایک وقت ایسا آیا۔ کہ جبرئیل بھی رہ گیا"۔ (الفضل ۱۸ ستمبر ۱۹۴۰ء صفحہ ۵)

علاوہ ازیں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حقیقۃ الوحی صفحہ ۹۹ پر جہاں اپنا **لولاک لما خلقت الافلاک** کا الہام درج فرمایا ہے۔ اور جس کا مولوی ثناء اللہ صاحب نے بھی حوالہ دیا ہے۔ وہاں اسی صفحہ ۹۹ کے حاشیہ پر اپنے اس الہام کا یہ مطلب بھی بیان فرما دیا ہے۔ کہ:۔

"ہر ایک عظیم الشان مصلح کے وقت میں روحانی طور پر نیا آسمان اور نئی زمین بنائی جاتی ہے۔ یعنی ملائک کو اس کے مقاصد کی خدمت میں لگایا جاتا ہے۔ اور زمین پر مستعد طبیعتیں پیدا کی جاتی ہیں۔ پس یہ اسی کی طرف اشارہ ہے"۔

اب ان معنوں کے پیش نظر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حدیث کا بھی مطلب صاف ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ اے محمد رسول اللہ اگر آپ مبعوث نہ کئے جاتے۔ تو آپ کی بعثت سے جو قرآن مجید کے ذریعہ روحانی دنیا میں انقلاب عظیم پیدا کیا جا رہا ہے۔ وہ بھی پیدا نہ ہو سکتا۔ کیونکہ عالم روحانی کا قیام تو اللہ تعالیٰ کے محبوبوں کے ذریعہ ہی ہوتا ہے۔ اور اس پر تمام صوفیائے کرام کا اتفاق ہے۔ جیسا کہ فتوح الغیب مقالہ ۱۴۔ قلائد الجواہر صفحہ ۲۸۔ الفتح الربانی والفیض الرحمانی مجلس ۱۲-۱۴۔ مکتوبات امام ربانی جلد ۲ مکتوب ۹۲ مکتوبات خواجہ محمد پارسا مکتوب $\frac{۳۰۳}{۴۷}$ جلد ۲ وغیرہ سے ظاہر ہے۔ کہ نہ صرف انبیاء اور انبیاء کے سرتاج حضرت محمد صلعم بلکہ اولیاء کی نسبت بھی لکھا ہے۔ کہ انہی کے ذریعہ زمین و آسمان اور زندہ و مردہ لوگوں کا قیام ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو زمین کے لئے بطور میخ کے بنایا ہے۔ اور ان میں سے ہر ایک کوہ وقار ہے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس مضمون کو آسمانی فیصلہ صفحہ ۱۸-۱۹ پر بھی بیان فرمایا ہے۔

ان سب بیانات سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حدیث لولاک لما خلقت الافلاک کے معنی و مطلب کا بخوبی علم ہو سکتا ہے۔ اور اسی معنی کے لحاظ سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے طفیل اور برکت سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بھی یہ فرمایا گیا۔ کہ اگر آپ نہ مبعوث کئے جاتے۔ تو خدا تعالیٰ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے امتی نبی کے ذریعہ جس روحانی نئی زمین اور نئے آسمان کے پیدا کرنے کا ارادہ ظاہر فرمایا تھا۔ وہ بھی پیدا نہ ہوتے۔ اس مضمون کو سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ بھی اپنے ایک خطبہ میں جو الفضل ۲۸ / اکتوبر ۱۹۳۷ء میں چھپا ہے۔

(بقیہ مضمون ملاحظہ ہو صفحہ ۸ کالم نمبر ۲ پر)

پیغامی مشن!

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا حقیقی مقام

(از جناب پیر اکبر علی صاحب وکیل فیروز پور)

آج ۲۸ر جولائی ۱۹۴۰ء کو بذریعہ ڈاک مولوی محمد علی صاحب کا شائع کردہ ایک دوورقہ ٹریکٹ بعنوان "قادیانی اصحاب سے حضرت مسیح موعود (علیہ السلام) کے دعویٰ نبوت کے متعلق دو سوال" مجھے ملا۔ اتفاق حسنہ ہے۔ کہ میرے زیر مطالعہ آج حضرت مرزا صاحب علیہ السلام کی کتاب تجلیات الٰہیہ تھی۔ اس دوورقہ کے صـ۳ پر بھی تجلیات الٰہیہ کے حاشیہ مندرجہ صفحہ ۸ کا حوالہ دیا گیا ہے۔ چنانچہ میں نے دو دفعہ اس کتاب کو نہایت غور سے پڑھا۔ تو مجھے حضرت اقدس کے دعویٰ نبوت کی صداقت پر اور اس بارہ میں اپنے عقیدہ پر اس قدر یقین تسلی اور تشفی حاصل ہوئی۔ کہ میں اسے بیان نہیں کر سکتا۔

اس کتاب کا ایک حصہ (۱۳ صفحات تک) یقینی طور پر ۲۸ر فروری ۱۹۰۶ء کے بعد تحریر ہوا۔ اور باقی حصہ ۱۵ر مارچ ۱۹۰۶ء کو یا اس کے بعد۔ اب ہم دیکھتے ہیں۔ کہ حضرت مرزا صاحبؑ اس کتاب میں اپنے دعویٰ نبوت کے متعلق اور اپنے ماننے والوں اور نہ ماننے والوں کے متعلق کیا فرماتے ہیں۔

حضور صفحہ ۵ میں فرماتے ہیں: "مگر خدا فرماتا ہے۔ میں سب کو شرمندہ کروں گا۔ اور کسی دوسرے کو یہ اعزاز ہرگز نہیں دوں گا۔ ...... میں ان سب کو شکست دوں گا۔ اور میں اس کا دشمن بن جاؤں گا۔ جو تیرا دشمن ہے۔ اور وہ فرماتا ہے۔ کہ اپنے اسرار کے اظہار کے لئے میں نے تجھے ہی برگزیدہ کیا ہے۔ ...... اور تو مجھ سے ایسا ہے جیسا کہ میرا عرش۔ اسی کے مطابق قرآن شریف میں یہ آیت ہے۔ جو خدا کے برگزیدہ رسولوں کو غیروں سے ممتاز کرتی ہے۔ لا یظہر علیٰ غیبہ احدًا الا من ارتضیٰ من رسول یعنی کھلا کھلا غیب صرف برگزیدہ رسول ہی کو عطا کیا جاتا ہے۔ غیر کا اس میں حصہ نہیں۔ سو ہماری جماعت کو چاہیئے۔ کہ ٹھوکر نہ کھائیں۔ اور ان غیروں کو جو میرے مقابل پر ہیں۔ اور میری بیعت کرنے والوں میں داخل نہیں ہیں۔ کچھ بھی چیز نہ سمجھیں۔ ورنہ خدا کے غضب کے نیچے آجائیں گے۔"

اس عبارت میں حضورؑ نے اپنے آپ کو رسول کے لفظ سے بیان کیا ہے۔ اور اس امر کو بھی کھول کر بیان کر دیا ہے۔ کہ جو حضور کے مقابل پر ہیں۔ اور بیعت کرنے والوں میں نہیں۔ وہ کچھ بھی چیز نہیں۔ اور جو ان کو کچھ چیز سمجھتا ہے۔ وہ خدا تعالےٰ کے غضب کے نیچے ہے۔ مولوی صاحب کو اس عبارت پر غور کر کے دیکھنا چاہیئے۔ کہ کیا ان کا مسلک حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صریح خلاف نہیں ہے؟

پھر حضور صفحہ ۶ میں فرماتے ہیں:-

"خدا سچے ایمانداروں کو آزماتا ہے۔ کہ کیا وہ غیر کو وہ وقعت اور عزت دیتے ہیں۔ جو خدا اور اس کے رسول کو دینی چاہیئے۔ اور دیکھتا ہے۔ کہ کیا وہ اس سچائی پر قائم ہیں یا نہیں جو ان کو دی گئی۔"

مولوی صاحب! وہ کونسی سچائی ہے۔ جو جماعت احمدیہ کو دی گئی؟ اور پھر جماعت احمدیہ میں یہ کس کی کوشش ہے۔ کہ غیروں میں جذب ہو جاوے؟

آگے چل کر صـ۸ میں جس کا حوالہ آپ نے بھی دیا ہے۔ اس لئے خیال ہے۔ کہ آپ نے اسے ضرور غور سے پڑھا ہو گا۔ حضور فرماتے ہیں:-

"مگر اصل بات یہ ہے۔ کہ نبی عذاب کو نہیں لاتا۔ بلکہ عذاب کا مستحق بن جانا اتمام حجت کے لئے نبی کو لاتا ہے۔ اور اس کے قائم ہونے کے لئے ضرورت کو پیدا کرتا ہے۔ اور سخت عذاب بغیر نبی قائم ہونے کے آتا ہی نہیں۔"

پھر اسکی تائید میں آیت شریفہ وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا پیش کی ہے۔ اس کے بعد طاعون اور زلزلوں کے عذابوں کا ذکر کر کے صـ۹ میں فرماتے ہیں:-

"اے غافلو! تلاش تو کرو۔ شاید تم میں کوئی نبی قائم ہو گیا ہے۔ جس کی تم تکذیب کر رہے ہو۔ ...... بغیر قائم ہونے کسی مرسل الٰہی کے یہ وبال تم پر کیوں آگیا۔ آخر کچھ بات تو ہے۔ کیوں تلاش نہیں کرتے۔ اور تم کیوں اس آیت موصوفہ بالا میں غور نہیں کرتے۔ جو خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا۔ یعنی ہم کسی بستی پر غیر معمولی عذاب نازل نہیں کرتے۔ جب تک ان پر اتمام حجت کے لئے ایک رسول نہ بھیج دیں۔"

مولوی صاحب! خوف کا مقام ہے۔ ایسا نہ ہو۔ آپ خدا کے الزام کے نیچے آجائیں۔ صفحہ ۸ کے حاشیہ میں حضرت نے لفظ نبی کی تشریح اس طرح فرمائی ہے:-

"نبی کے لفظ سے اس زمانہ کے لئے صرف خدا تعالیٰ کی یہ مراد ہے۔ کہ کوئی شخص کامل طور پر شرف مکالمہ و مخاطبہ الٰہیہ حاصل کرے۔ اور تجدید دین کے لئے مامور ہو۔ یہ نہیں۔ کہ وہ دوسری شریعت لاوے۔ کیونکہ شریعت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ختم ہے۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کسی پر نبی کے لفظ کا اطلاق بھی جائز نہیں۔ جب تک کہ اس کو امتی بھی نہ کہا جائے۔ جس کے یہ معنے ہیں۔ کہ ہر ایک انعام آنحضرت صلعم کی پیروی سے پایا۔ نہ براہ راست۔"

مولوی صاحب! آپ کے جملہ اعتراضات کا جواب اس عبارت میں موجود ہے۔ انعام سے مراد اس جگہ صاف طور پر شرف مکالمہ مخاطبہ یعنی نبوت ہے۔ فرق صرف طریق حصول کا ہے کہ یہ انعام نبوت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پیروی سے ملا ہے۔ نہ براہ راست۔

پھر زلزلوں کا ذکر کر کے صفحہ ۱۲ میں فرماتے ہیں:-

"آپ لوگ سمجھ سکتے ہیں۔ کہ کوئی علم طبقات الارض کا اس تصریح اور تفصیل کو بتلا نہیں سکتا۔ بلکہ وہ خدا جو زمین اور آسمان کا خدا ہے۔ وہ اپنے خاص رسولوں کو یہ اسرار بتلاتا ہے۔ نہ ہر ایک کو۔ تا دنیا کے لوگ کفر اور انکار سے بچ جائیں۔ اور تا وہ ایمان لائیں۔ اور جہنم کے عذاب سے نجات پائیں۔"

مولوی صاحب! حضرت صاحب فرماتے ہیں۔ کہ مجھ پر ایمان لانا جہنم کے عذاب سے نجات دلاتا ہے۔ مگر آپ کا عقیدہ ہے۔ کہ ایسا نہیں۔ بلکہ ماننا نہ ماننا یکساں ہے۔ کوئی فرق نہیں۔

پھر صفحہ ۱۳ میں فرماتے ہیں:-

"آج میں نے وہ پیشگوئی جو پانچ زلزلوں کے بارے میں ہے۔ بتصریح بیان کر دی ہے۔ تا تم پر حجت ہو۔ اور تا تمہاری گمراہی پر موت نہ ہو۔ ...... خدا کسی قوم پر ایسے سخت عذاب نازل نہیں کرتا۔ اور نہ کبھی اس نے کئے۔ جب تک اس قوم میں اسکی طرف سے کوئی رسول نہ آیا ہو۔ ...... تلاش کرو۔ وہ کون ہے ...... اس شخص کو تلاش کرو۔ کہ وہ تم میں موجود ہے۔ اور وہ یہی ہے۔ جو بول رہا ہے۔"

اور آگے چل کر صفحہ ۲۰ و ۲۱ میں فرماتے ہیں:-

"اگر یہی حال ہے۔ تو کسی نبی کی نبوت قائم نہیں رہ سکتی۔ ...... میں اب بھی اس بات کے لئے حاضر ہوں۔ کہ ان کے لغو اور بیہودہ شبہات کا جواب دوں۔ اور ان کو دکھلاؤں۔ کہ کس قدر خدا نے ایک فوج کثیر کی طرح میری شہادت میں پیشگوئیاں مہیا کر رکھی ہیں۔ جو ایسے طور سے ان کی سچائی ظاہر ہوئی ہے۔ جیسا کہ دن چڑھ جاتا ہے۔ یہ نادان مولوی اگر اپنی آنکھیں دیدہ دانستہ بند کرتے ہیں۔ تو کریں۔ سچائی کو اس سے کیا نقصان؟" اور صفحہ ۲۲ میں فرمایا:-

"میرے سلسلہ کو تمام زمین میں پھیلائے گا۔ اور سب فرقوں پر میرے فرقے کو غالب کریگا۔ اور میرے فرقے کے لوگ اس قدر علم اور معرفت میں کمال حاصل کریں گے۔ کہ اپنی سچائی کے نور اور اپنے دلائل اور نشانوں کی رو سے سب کا منہ بند کر دیں گے۔ .... اور یہ سلسلہ زور سے بڑھے گا۔ اور پھولے گا۔ یہاں تک کہ زمین پر محیط ہو جاوے گا۔"

مولوی صاحب! حضور اپنے سلسلہ کو دوسرے سلسلوں سے جدا کرتے ہیں۔ مگر آپ دوسروں میں جذب ہونا چاہتے ہیں۔ فرمائیے! آپ کے پاس وہ کونسے دلائل ہیں۔ جن سے آپ دوسروں کا منہ بند کریں گے۔ آپ تو سرے سے سلسلہ کی علیحدگی کے ہی مخالف ہیں۔

پھر صفحہ ۲۵ و ۲۶ و ۲۷ میں فرماتے ہیں:-

"کیا اس قدر غیب کا موجِ در موج ظاہر ہونا کسی مفتری کے کاروبار میں ممکن ہے؟ میں اسکی قسم کھا کر کہتا ہوں۔ کہ جیسا کہ اس نے ابراہیم سے مکالمہ مخاطبہ کیا۔ اور پھر اسحاق سے اور اسمٰعیل سے اور یعقوب سے اور یوسف سے اور موسیٰ سے اور مسیح ابن مریم سے۔ اور سب کے بعد ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایسا ہمکلام ہوا۔ کہ آپ پر سب سے زیادہ روشن اور پاک وحی نازل کی۔ ایسا ہی اس نے مجھے بھی اپنے مکالمہ مخاطبہ کا شرف بخشا۔ مگر یہ شرف مجھے محض آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی سے حاصل ہوا۔ اگر میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی امت نہ ہوتا۔ اور آپؐ کی پیروی نہ کرتا۔ تو اگر دنیا کے تمام پہاڑوں کے برابر میرے اعمال ہوتے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تو پھر بھی میں کبھی یہ شرف مکالمہ مخاطبہ ہرگز نہ پاتا کیونکہ اب بجز محمدیؐ نبوت کے سب نبوتیں بند ہیں شریعت والا نبی کوئی نہیں آسکتا۔ اور بغیر شریعت کے نبی ہو سکتا ہے۔ مگر وہی جو پہلے امتی ہو۔ پس اسی بناء پر میں امتی بھی ہوں۔ اور نبی بھی۔ ...... یہ مکالمہ جو مجھ سے ہوتا ہے۔ یقینی ہے۔ اگر میں ایک دم کے لئے بھی اس میں شک کروں۔ تو کافر ہو جاؤں۔ اور میری آخرت تباہ ہو جائے۔ وہ کلام جو میرے پر نازل ہوا۔ یقینی اور قطعی ہے۔ میں اس پر ایسا ہی ایمان لاتا ہوں۔ جیسا کہ خدا کی کتاب پر۔ یہ تو ممکن ہے۔ کہ کلام کے معنے کرنے میں بعض مواضع میں ایک وقت تک مجھ سے خطا ہو جائے۔ مگر یہ ممکن نہیں۔ کہ میں شک کروں۔ اور چونکہ میرے نزدیک نبی اسی کو کہتے ہیں۔ جس پر خدا کا کلام یقینی و قطعی بکثرت نازل ہو۔ جو غیب پر مشتمل ہو۔ اسلئے خدا نے میرا نام نبی رکھا۔ مگر بغیر شریعت کے۔ شریعت کا حامل قیامت تک قرآن شریف ہے۔"

اب مولوی صاحب آپ کے لئے کوئی گنجائش انکار نہیں۔ تسلیم کریں۔ کہ حضرت مرزا صاحب نبی ہیں۔ اسی طرح جس طرح حضرت ابراہیم۔ اسحٰق اسماعیل۔ یعقوب۔ یوسف۔ موسیٰ ابن مریم علیہم السلام اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہیں فرق صرف یہ ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو نبوت کی نعمت آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی پیروی سے حاصل ہوئی۔ اور آپ بغیر شریعت کے نبی ہیں۔

مولوی صاحب! آپ "تجلیات الٰہیہ" کے بعد کی حضرت صاحب کی کسی تصنیف سے نکال کر دکھاویں۔ کہ حضرت صاحب نے نبوت سے انکار کیا ہو۔ آپ یہ بھی نہیں دکھا سکتے۔ کہ اس کے بعد حضرت صاحب نے اپنے آپ کو محدّث کہا ہو۔ آپؑ نے فرما دیا۔ کہ کلام کے معنی کرنے میں ایک وقت تک مجھ سے خطا ممکن ہے۔ چنانچہ ایک وقت تک حضرت صاحب محدثیت اور نبوت کو ہم معنے سمجھتے رہے۔ مگر خدا تعالےٰ نے اس پر قائم نہ رہنے دیا۔ اور حضور کے اپنے قلم سے آپ کا مقام صاف صاف بیان کروا دیا۔ کہ وہ مقام مقامِ نبوت ہے۔ مگر یہ درجہ حضرت مرزا صاحب کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی کمال پیروی سے حاصل ہؤا۔

مولوی صاحب! دنیا چند روزہ ہے۔ آپ کو حضرت مرزا صاحبؑ کے درجہ کو کم کرنے سے کیا فائدہ حاصل ہوگا۔ کیا آپ کو یہ الہامی شعر یاد نہیں ؎

مقام او مبیں از راہ تحقیر
بدورانش رسولاں ناز کردند

مولوی صاحب! ایسے دعوے ایسے غیب کے علوم آپ کسی غیر نبی میں نہیں دکھا سکتے۔ آپ غیر احمدیوں میں عزت حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ وہ آپ کو نصیب نہیں ہوئی۔ اب احمدیہ جماعت قادیان کے برخلاف دوسروں کو مشتعل کرنا چاہتے ہیں۔ اس میں بھی آپ بُری طرح ناکام رہے ہیں۔

میں کچھ عرصہ سے محسوس کر رہا ہوں۔ کہ آپ کو اور آپ کے ہمخیال لوگوں کو نہ احمدیت سے کوئی تعلق رہا ہے۔ نہ تقویٰ پر عمل ہے۔ اور نہ عاقبت کا فکر۔ آپ اپنی تمام کوششیں اس بات پر صرف کر رہے ہیں۔ کہ جماعت احمدیہ قادیان کی روز افزوں ترقی کو روک دیں۔ مگر یاد رکھیں کہ خدا کے کام رکا نہیں کرتے۔ آپ کیوں خدا کا مقابلہ کر رہے ہیں۔ خشیت الٰہی اور تقوی اللہ کی راہ نہ چھوڑیں۔

میرے لئے حجت نہیں۔ مگر آپ کے لئے ذیل میں درج کیا ہؤا واقعہ حجت ہے۔ ڈاکٹر سر محمد اقبال صاحب سے ان کی وفات سے چند روز قبل مجھے ملنے کا اتفاق ہؤا۔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے متعلق گفتگو کے دوران میں انہوں نے کہا۔ کہ اگر میں احمدی ہؤا۔ تو قادیان کی جماعت میں شامل ہوں گا۔ لاہوریوں کو جن الفاظ سے انہوں نے یاد کیا۔ وہ الفاظ تو یاد نہیں ہیں۔ مطلب یہ تھا۔ کہ وہ بانی سلسلہ کے عقیدہ پر نہیں ہیں۔ اور مکار ہیں۔ پس آپ کو نہ دنیوی عزت ملی۔ اور نہ دین ملا۔ نہ ادھر کے رہے نہ اُدھر کے۔

مولوی صاحب! میں آپ سے پھر التماس کرتا ہوں۔ کہ آپ اسی کتاب کے صفحہ ۲۲ کا یہ فقرہ غور سے پڑھیں:۔

"تا جس وقت ان میں کوئی نبی ظاہر ہو۔ تو دولت قبول سے محروم نہ رہیں۔"

یہ فقرہ جہاں آپ کے حسب حال ہے۔ وہاں اس سے نبوت کا جاری ہونا بھی ثابت ہے۔

آخر میں میں یہ بھی بیان کر دینا ضروری سمجھتا ہوں۔ کہ شاید آپ خیال کریں۔ کہ میں نے آپ کے سوالات کے جواب کی طرف توجہ کیوں نہ کی؟ سو آپ کو معلوم ہو۔ کہ آپ کا مقصد تو صرف یہ ہے۔ کہ آپ حضرت مرزا صاحب کے متعلق یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں۔ کہ وہ نبی نہیں تھے۔ اور انہوں نے نبوت کا دعویٰ نہیں کیا۔ میں نے اس مضمون میں حضرت صاحب کی اپنی تحریرات سے ثابت کر دیا ہے۔ کہ آپ کا دعویٰ نبوت و رسالت کا تھا۔ ایسی نبوت و رسالت کا جو بغیر شریعت کے ہو۔

مولوی صاحب! آپ نے اپنے اس اشتہار کے صفحہ ۲ میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کا تمسخر اور مذاق اڑانا چاہا ہے۔ مگر میں کہونگا۔ کہ یہ شیوہ عالموں کا نہیں ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح کی عزت لاکھوں انسانوں کے دلوں میں اس حد تک ہے۔ جس کا آپ اندازہ نہیں کر سکتے۔ ایسے انسان سے آپ کا تمسخر اور مذاق اڑانا کسی شریف انسان کے نزدیک مستحسن نہیں ہو سکتا۔

ایک بات اور عرض کر دینا چاہتا ہوں۔ کہ میں آپ کو اور آپ کے ہم عقیدہ اصحاب کو صرف اس وجہ سے احمدی خیال کرتا ہوں۔ کہ حضرت خلیفۂ ثانی نے مجھے ایک موقع پر فرمایا۔ کہ وہ احمدی ہیں۔ ورنہ آپ کی جو عداوت قادیان اور احمدی جماعت سے ہے۔ اس کو مشاہدہ کرتے ہوئے اور حضرت مرزا صاحب کی جو تحقیر آپ کرتے ہیں۔ اس کے پیش نظر تو آپ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے دشمن معلوم ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ لوگوں پر رحم فرمائے۔ اور حق کو سمجھنے اور قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

(ریویو آف ریلیجنز)

جہاد نفس اور تحریک جدید کا مطالبہ وقف زندگی

احباب جماعت کو معلوم ہے۔ کہ تحریک جدید کا ایک مطالبہ وقف زندگی ہے۔ جس کے ماتحت ہر سال مخلص نوجوانوں میں سے جو گریجوایٹ ہوں۔ یا مولوی فاضل اور میٹرک پاس ہوں۔ اور اس مطالبہ کے ماتحت اپنی زندگیوں کو وقف کریں۔ ان میں سے بعض فرض شناس اور قربانی کرنے والے نوجوانوں کو منتخب کر کے ان کو ٹریننگ دی جاتی ہے۔ تاکہ بعد میں ان پر خدمت سلسلہ کا کام جو ان کے مناسب حال ہو۔ سپرد کر دیا جائے۔ اس عرصہ میں ان کو اخراجات کے مطابق بموجب قاعدہ الاؤنس دیا جاتا ہے۔

اس سال بھی جو ایسے نوجوان اپنے آپ کو پیش کرنا چاہیں فوراً دفتر تحریک جدید کو معہ اپنے کوائف اور امیر جماعت کی تصدیق سے درخواستیں ارسال کر دیں۔ جن نوجوانوں نے مولوی فاضل کا امتحان پاس کر لیا ہے۔ اور میٹرک پاس نہیں ہیں۔ وہ بھی اطلاع دے سکتے ہیں۔ اگر وہ انتخاب میں آنے کے قابل ہوئے۔ تو ان کو منتخب کر کے میٹرک پاس کرنے کے لئے اطلاع دے دی جاویگی۔ امید ہے۔ کہ نوجوان اس نادر موقعہ سے فائدہ اٹھانے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کرینگے۔ فارم وقف زندگی دفتر تحریک جدید سے مطالبہ پر ارسال کر دیا جائے گا۔ احباب کو چاہیئے کہ زیادہ سے زیادہ دو ہفتہ کے اندر اندر اپنی درخواستوں کو ارسال کر دیں۔ (انچارج تحریک جدید قادیان)

روزوں کے متعلق ضروری احکام

کچھ دنوں سے وہ مبارک مہینہ رمضان کا شروع ہے۔ جس کی نسبت آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ جب یہ مہینہ شروع ہوتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ کی رحمت کے دروازے کھل جاتے اور دوزخ کے دروازے بند ہو جاتے ہیں۔ اس لئے ذیل میں ماہ رمضان سے متعلق ضروری احکام درج کئے جاتے ہیں

فرضیت روزہ یاد رکھنا چاہیئے۔ رمضان کے روزے ہر عاقل بالغ مرد و عورت کے لئے فرض ہیں۔ جو ان کا انکار کرے۔ وہ کافر ہے۔ اور جو عمداً بلاوجہ نہ رکھے۔ وہ گناہ کبیرہ کا مرتکب ہے۔ جو شخص بیمار یا مسافر ہو۔ وہ روزے قضا کر کے اور دنوں میں رکھ سکتا ہے۔ اور جو دائم المرض یا پیر فرتوت ہو۔ یا حاملہ یا دودھ پلانے والی عورت ہو۔ تو ان کی قضاء یہ ہے۔ کہ ہر روز ایک مسکین کو کھانا کھلائیں۔

رمضان میں بھول کر ایسا کام کرنا جس سے روزہ ٹوٹتا ہو۔ مثلاً کھانا پینا تو اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ اور اگر کوئی شخص بھول کر کھا پی رہا ہو۔ تو اسکو آگاہ کرنے کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ اس کا رب اسکی مہمانی کر رہا ہے۔

اگر کوئی غلطی سے قبل از وقت روزہ افطار کر دے۔ تو اسے ایک دن کا روزہ رکھنا چاہیئے۔ لیکن اگر رمضان میں روزہ رکھنے کے بعد بلا شرعی عذر جان بوجھ کر روزہ توڑ دے۔ تو ایسے شخص کا کفارہ یہ ہے۔ کہ وہ ایک غلام آزاد کرے۔ اگر اتنی طاقت نہ ہو۔ تو ساٹھ (۶۰) دن کے متواتر اور لگاتار روزے رکھے۔ اور اگر اسکی بھی طاقت نہ ہو۔ تو ساٹھ (۶۰) مسکینوں کو کھانا کھلائے۔

رمضان میں دن کے وقت کھانا پینا اور جماع کرنا حرام ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ہے۔ سحری کھایا کرو۔ کیونکہ سحری کھانا برکت کا موجب ہے۔ پس سحری کھانا ضروری اور مستحب امر ہے۔ مگر یہ روزہ کے لئے شرط نہیں۔ یعنی اگر کسی شخص کی صبح کو آنکھ نہیں کھلتی۔ یا اسے سحری کھانے کا موقعہ نہیں ملتا۔ تو وہ صبح کو اس عذر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پر کہ میں نے سحری نہیں کھائی۔ روزہ نہیں چھوڑ سکتا۔ اگر کوئی رمضان کا روزہ سحری نہ کھانے کے عذر سے چھوڑتا ہے۔ تو وہ ویسا ہی گنہگار ہے۔ جیسا کہ وہ جو جان بوجھ کر روزہ نہ رکھے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے تعامل سے سفر کی حد گیارہ میل معلوم ہوتی ہے۔

دراصل یہ بات لوگوں کے دستور پر موقوف ہے۔ جو لوگ مزدوری پیشہ یا زمیندارہ کرتے ہیں۔ اور رمضان میں ان کو ایسی مشقت کا کام ہو۔ کہ اگر وہ اسکو چھوڑیں تو فصل ضائع ہو جاتی ہے۔ اور اگر کام کریں۔ تو روزہ نہیں رکھ سکتے۔ تو ایسا شخص بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے فتویٰ کی رو سے بیمار اور مسافر کے حکم میں ہے۔ جب اسکو سال میں آسانی ہو۔ تو ان دنوں میں روزے پورے کرے۔ (فقہ احمدیہ صفحہ ۵۹ از حضرت حافظ روشن علی صاحب رضو فتاویٰ احمدیہ صفحہ ۱۳۸)

جس شخص کا سفر اسکی ملازمت کے فرائض یا کسب میں داخل ہو۔ جیسے محکمہ ریلوے میں۔ ڈاک کے ملازم۔ ڈرائیور۔ گارڈ۔ ہرکارے یا دورہ کرنے والے حکام وغیرہ ان کے متعلق۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا فتویٰ یہ ہے۔ کہ ایسے لوگ مسافر نہیں۔ ان کو روزہ رکھنا چاہیئے۔ (فقہ احمدیہ صفحہ ۵۹)

سفر میں روزہ کے بارہ میں سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہٖ کا فتویٰ یہ ہے۔ کہ دوران سفر میں روزہ قطعاً منع ہے۔ سفر ختم کر کے مسافر رہ کر روزے جائز ہیں۔ خواہ اسی وقت رکھے یا رمضان کے بعد قضا کرے۔ مثلاً کوئی شخص رمضان میں اپنے شہر سے قادیان آتا ہے اس کے لئے راستہ کے دنوں میں روزہ رکھنا منع ہے۔ اور قادیان میں پہنچکر جتنے دن یہاں ٹھہرے۔ جائز ہے۔ کہ وہ روزہ رکھے۔ اور یہ بھی جائز ہے۔ کہ روزہ نہ رکھے۔ اور بعد میں قضا کرے۔

مرض کی حد یہ ہے۔ کہ جس سے سارے بدن میں تکلیف ہو۔ مثلاً بخار یا کسی ایسے عضو میں تکلیف ہو۔ جس سے سارا جسم بے قرار ہو۔ جیسے آنکھ کا درد۔ (فتاویٰ احمدیہ صفحہ ۱۳۶ و فقہ احمدیہ صفحہ ۵۹)

مندرجہ ذیل امور بحالت روزہ جائز ہیں:۔ آئینہ دیکھنا۔ مسواک کرنا۔ نہانا۔ تر کپڑا اوپر لینا۔ بدن کو تیل ملنا۔ حجامت بنوانا۔ پچھنے یا سینگی لگوانا۔ خوشبو سونگھنا اور لگانا۔ سرمہ لگانے کی نسبت حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ:۔ "مکروہ ہے۔" (فتاویٰ احمدیہ صفحہ ۱۳۵)

بحالت روزہ سو جانے پر احتلام ہو جائے۔ تو بھی روزہ نہیں ٹوٹتا۔ کلی کرنا یا کوئی چیز منہ میں ڈالنا جس کا مزہ ہو۔ بشرطیکہ حلق میں نہ اترے۔ اس سے بھی کوئی حرج نہیں۔

لیکن امور ذیل روزہ میں ناجائز ہیں:۔ جان بوجھ کر کھانا یا پینا۔ عمداً قے کرنا۔ حقہ پینا۔ غیبت کرنا۔ فحش گوئی کرنا۔ فضول بیہودہ کام کرنا۔ چغلی کھانا۔ لڑائی جھگڑا کرنا وغیرہ امور روزہ کو نقصان پہنچاتے ہیں۔ اگر کوئی لڑائی کرے۔ یا گالی گلوچ دے۔ تو اسے کہہ دینا چاہیئے۔ کہ میں روزہ دار ہوں۔

جو شخص روزہ نہ رکھ سکے۔ وہ فدیہ دے۔ زر فدیہ خواہ اپنے شہر کے مساکین کو دیدے اور خواہ یتیم و مساکین فنڈ میں قادیان بھیجا جائے۔ (فتاویٰ احمدیہ صفحہ ۱۳۷)

جو لوگ روزہ نہ رکھ سکتے ہوں۔ ان کو بھی چاہیئے۔ کہ رمضان کے مبارک مہینہ میں جس قدر ممکن ہو۔ دعائیں کریں۔ اپنے کام کاج کرتے ہوئے بھی دعا کرتے رہیں۔ چنانچہ عورتیں جو سحری پکانے کے لئے اٹھتی ہیں۔ ان کو بھی علاوہ اور اوقات کے کھانا پکانے کے اوقات میں دعا کرتے رہنا چاہیئے۔ اور ان ایام سے پورا فائدہ اٹھانا چاہیئے۔ روزہ ایک ظاہری شکل ہے۔ اس کے ساتھ اسکی روح بھی ہونی چاہیئے۔ اسی لئے آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم نے سحری کھانے کا حکم دیا ہے۔ تاکہ کھانے کے لئے اٹھنے والا نماز تہجد کے ذریعہ خدا تعالیٰ کے حضور کثرت سے دعائیں کر سکے۔ اور پھر دن بھر ہر قسم کی لغویات سے بھی پرہیز کرے۔ ورنہ ایسے شخص کے بھوکا یا پیاسا رہنے کی خدا تعالیٰ کو کوئی پروا نہیں۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کی نسبت لکھا ہے۔ کہ آپؐ عام طور پر بھی غرباء و مساکین کا خاص خیال رکھتے۔ اور صدقہ و خیرات کرتے رہتے تھے۔ لیکن جونہی رمضان شروع ہوتا۔ تو آپ تیز آندھی کی طرح صدقہ و خیرات کیا کرتے تھے۔ پس روزہ کی ایک غرض یہ ہے کہ جہاں ہم کثرت سے دعائیں کریں۔ نیکی کے ہر موقع سے فائدہ اٹھائیں۔ اور برائیوں اور لغو کاموں سے احتراز کریں۔ وہاں یہ بھی ضروری ہے۔ کہ ہم ان لوگوں کا بھی خیال رکھیں۔ اور امداد کریں کہ جن کے گھروں میں عموماً بوجہ غربت فاقہ کشی کی نوبت پہنچ جاتی ہے۔

نیز نماز تہجد کا التزام کریں۔ رمضان میں جو تراویح پڑھی جاتی ہے۔ یہ کوئی الگ چیز نہیں بلکہ تہجد کی نماز کو ہی کہا جاتا ہے۔ بعض لوگ سحری کھا کر روزہ تو رکھ لیتے ہیں۔ مگر وہ نماز تراویح یعنی رمضان میں تہجد کی نماز سے غفلت کر جاتے ہیں۔ حالانکہ ایسا ہرگز نہیں چاہیئے۔ نماز تراویح کی افضل ادائیگی وہی ہے۔ جو رات کے آخری حصہ میں پڑھی جائے۔ اور جس میں لمبا قیام تلاوت قرآن اور لمبی دعا ہو۔ مگر یہ بھی جائز ہے۔ کہ مسجد میں کسی حافظ یا قرآن خواں کی اقتداء میں نماز عشاء کے بعد یا سحری کے وقت پڑھی جائے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم اور صحابہ رضؓ کرام کے وقت میں ایسا ہوتا رہا۔ اور قادیان میں بھی اس طریق پر عملدر آمد ہے۔ کہ بعض لوگ نماز تراویح سحری کے وقت اپنے گھروں میں پڑھتے ہیں۔ اور دوسرے لوگ قادیان کی مختلف مساجد میں بعد نماز عشاء اور مسجد مبارک میں سحری کے وقت نماز تراویح باجماعت ادا کرتے ہیں۔

نماز تراویح پڑھانے والے کے ساتھ تراویح کے عوض میں کوئی رقم مقرر نہیں کرنی چاہیئے۔ ہاں تراویح کے ختم ہونے پر اگر اسکی کچھ خدمت کر دی جائے۔ تو اس میں مضائقہ نہیں۔ (فتاوےٰ احمدیہ صفحہ ۹۹)

سحری کی نسبت آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کا طرز عمل یہ تھا۔ کہ حضور بہت آخر وقت میں سحری کھایا کرتے تھے۔ یعنی ادھر سحری کھا کر فارغ ہوئے۔ ادھر اذان شروع ہو گئی۔ اور افطاری کا وقت سورج کی ٹکیہ کا غروب ہونا ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم نے فرمایا ہے۔ لوگ اس وقت تک اچھی حالت میں رہیں گے۔ جب تک روزہ افطار کرنے کے وقت جلدی کریں گے۔ پس سورج کی ٹکیہ غائب ہوتے ہی روزہ کھول لینا چاہیئے۔ روزہ پاک اور طیب چیز سے کھولنا چاہیئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم چند تازہ کھجوروں سے روزہ کھولتے تھے۔ اگر یہ میسر نہ ہوتیں۔ تو چھوہاروں سے یا پانی کے چند گھونٹوں سے کھولتے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ روزہ کھولتے وقت یکدم دن بھر کی بھوک و پیاس کی کسر نکالنے پر نہ تل جانا چاہیئے۔ کیونکہ اس سے بیمار ہونے کا اندیشہ ہے۔ اور طیب و پاک چیز سے روزہ کھولنا چاہیئے۔ حقہ۔ سگریٹ وغیرہ سے روزہ کھولنا مناسب نہیں۔ روزہ افطار کرنے کے وقت یہ دعا کرنی چاہیئے۔ اَللّٰھُمَّ لَکَ صُمْتُ وَ عَلٰی رِزْقِکَ اَفْطَرْتُ۔ یعنی اے خدا۔ میں نے تیری رضا کے حصول کی خاطر روزہ رکھا۔ اور تیرے عطا کردہ رزق سے افطار کیا ہے۔ تو اسے قبول فرما۔

اگر روزہ میں شام کے وقت بادل یا کہر ہو۔ یا روزہ دار کمرہ کے اندر ہو۔ اور کوئی غلطی سے کہہ دے۔ کہ سورج غروب ہو گیا۔ اور وہ روزہ کھول دے۔ بعد میں معلوم ہو۔ کہ ابھی افطاری کا وقت نہیں تھا۔ تو اس کا روزہ ٹوٹ گیا۔ اس لئے رمضان کے بعد اسکی بجائے ایک روزہ رکھنا چاہیئے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حضور ایک شخص نے عرض کی۔ کہ میں صبح کو مکان کے اندر بیٹھا تھا۔ اور مجھے یقین تھا۔ کہ ابھی کھانا کھانے کا وقت ہے۔ اور میں نے کھانا کھا لیا۔ مگر بعد میں ایک دوسرے شخص سے معلوم ہوا۔ کہ اس وقت سفیدی ظاہر ہو گئی تھی۔ تو حضور نے فرمایا:۔

"ایسی حالت میں اس کا روزہ ہو گیا۔ دوبارہ رکھنے کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ اپنی طرف سے اس نے احتیاط کی۔ اور نیت میں فرق نہیں۔ صرف غلطی لگ گئی۔ اور چند منٹوں کا فرق پڑ گیا۔" (بدر ۱۴ر فروری ۱۹۰۷ء)

بعض لوگ چھوٹے بچوں کو روزہ رکھوا دیتے ہیں۔ حالانکہ یہ درست نہیں۔ جس طرح نماز کے لئے بلوغت کا وقت اور ہے۔ اور شادی کے لئے بلوغت کا وقت اور۔ اسی طرح روزہ کی بلوغت کا بھی وقت اور ہے۔ چنانچہ سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ:۔

"روزہ کے لئے بچپن اس وقت تک ہوتا ہے۔ جب تک بچہ پوری طاقت حاصل نہیں کر لیتا۔ اس وجہ سے مختلف بچوں کے لئے یہ بچپن مختلف ہوتا ہے۔ جو پندرہ سے بیس سال ہوتا ہے۔ ہاں اگر بچپن کی عمر میں بچے تھوڑے تھوڑے روزے ہر سال

Digitized by Khilafat Library Rabwah

رکھیں۔ تو اچھا ہے۔ اس طرح انہیں عادت ہو جائے گی۔ مگر بہت چھوٹی عمر میں اس طرح بھی روزے نہیں رکھوانا چاہئیں۔ یہ شریعت پر عمل کرانا نہیں۔ بلکہ بچہ کو بیمار کر کے ہمیشہ کے لئے ناقابل بنانا ہے۔" (الفضل ۱۹ ستمبر ۱۹۳۶ء)

رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں مسجد میں اعتکاف بیٹھنا بھی مسنون عبادت ہے۔ اس عرصہ میں معتکف دن بھر تلاوت قرآن کریم وغیرہ میں بسر کرے۔ اور رات کو قیام کرے۔ دعائیں کرے اور قرآن پڑھے۔ آخری عشرہ کی طاق راتوں یعنی ۲۱-۲۳-۲۵-۲۷-۲۹ میں سے کسی میں لیلۃ القدر ہوتی ہے۔ جس کی نسبت لکھا ہے۔ کہ اس میں جاگنا اور عبادت کرنا ایک ہزار مہینے کی عبادت کرنے سے بھی زیادہ موجب برکات و ثواب ہے۔ غرض ان ایام میں اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی دعائیں خصوصیت سے سنتا ہے۔

اس لئے ان دنوں اور راتوں میں عبادت پر بہت زور دینا چاہیئے۔ اعتکاف کرنے والا بجز حاجات ضروریہ کے اور کسی کام کے لئے مسجد سے باہر نہیں نکل سکتا۔ اعتکاف ۲۰-۲۱ رمضان کی درمیانی شب سے شروع کرنا چاہیئے۔

درخواست دعا۔ آخر پر خاکسار ناظرین "فاروق" کی خدمت میں التماس کرتا ہے۔ کہ جہاں آپ اپنے لئے اور سلسلہ احمدیہ کی ترقی سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ کی صحت و درازیٔ عمر کے لئے دعا کرتے ہیں۔ وہاں اس عاجز کے لئے مع بیوی بچوں کے اور میرے بھائی سید محمد غنی صاحب آف گھٹیالیاں ضلع سیالکوٹ کے لئے بھی دعائے خیر کر کے عنداللہ ماجور اور عاجز کو شکریہ کا موقعہ عطا فرماویں۔ والسلام۔

محتاج ادعیہ خاکسار سید احمد علی سیالکوٹی مولوی فاضل از قادیان۔

(بقیہ مضمون صفحہ ۷)

اس کے صفحہ پر ان الفاظ میں بیان فرما چکے ہیں:

"انسان عالم صغیر ہے۔ اور تمام عالم اسکی خاطر پیدا کیا گیا ہے۔ بلکہ انسان بھی ایک اور چیز کی خاطر پیدا کیا گیا ہے۔ جسے سچائی کہتے ہیں۔ اس سچائی کے کامل نمونے جو دنیا میں ہوئے ہیں۔ ان کے متعلق خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ لولاک لما خلقت الافلاک۔ چنانچہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے خدا تعالیٰ نے یہی کہا۔ کہ لولاک لما خلقت الافلاک۔ یعنی اے محمد صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم۔ اگر تُو نہ ہوتا۔ تو میں زمین و آسمان کو کبھی پیدا نہ کرتا۔ محمد صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو خدا تعالیٰ نے یہ بحیثیت انسان نہیں کہا۔ کہ اگر تو پیدا نہ ہوتا۔ تو میں زمین و آسمان کو پیدا نہ کرتا۔ بلکہ نمائندۂ صداقت ہونیکی حیثیت سے کہا اور اس وجہ سے کہا۔ کہ محمد صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا وجود سچائی سے مل گیا تھا۔ یہاں تک کہ سچائی اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں کوئی فرق نہ رہا تھا۔

اسی طرح اب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خدا تعالیٰ نے کہا۔ کہ لولاک لما خلقت الافلاک۔ کہ اگر تو نہ ہوتا۔ تو میں زمین و آسمان کو پیدا نہ کرتا۔ یہ بھی آپ کو بحیثیت انسان نہیں کہا گیا۔ بلکہ ایک نمائندہ صداقت ہونے کی حیثیت سے کہا گیا۔ اور اس وجہ سے کہا گیا۔ کہ آپ کا وجود سچائی سے مل گیا۔ یہاں تک کہ آپ میں اور سچائی میں کوئی فرق نہ رہا۔

پس جب خدا نے کہا۔ کہ لولاک لما خلقت الافلاک۔ تو اس کے یہی معنے تھے۔ کہ اگر سچائی نہ ہوتی۔ اگر دنیا میں یہ حقیقت مضمرہ نہ ہوتی۔ جو سارے عالم کی جان ہے۔ جو خدا میں سے آتی اور پھر خدا میں ہی جا کر مل جاتی ہے۔ تو میں زمین و آسمان کبھی پیدا نہ کرتا۔ یہ سارا عالم اس سچائی کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔ اس دائمی اس ازلی اور اس ابدی سچائی کے لئے جو خدا میں سے آتی اور خدا میں ہی واپس چلی جاتی ہے۔ اس دائمی سچائی کے کامل نمائندے محمد صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تھے۔ پس اللہ تعالیٰ نے انہیں فرمایا۔ لولاک لما خلقت الافلاک۔ اور اس دائمی سچائی کے ظلی نمائندے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تھے۔

پس اللہ تعالیٰ نے آپ کو بھی فرمایا۔ کہ لولاک لما خلقت الافلاک۔ لیکن مستقل طور پر محمد صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو یہی کہا گیا ہے۔ کہ لولاک لما خلقت الافلاک۔ یعنی اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم چونکہ تو اس دائمی سچائی کا نمائندہ ہے۔ جو مجھ میں سے آتی اور مجھ میں ہی آکر مل جاتی ہے۔ اور جس کا اشارہ ھو الاول والاٰخر والظاھر والباطن میں بھی ہے۔ اس لئے اگر تُو پیدا نہ ہوتا۔ جو سچائی کا نمائندہ بننے والا تھا۔ تو میں زمین و آسمان کبھی پیدا نہ کرتا۔ مگر چونکہ تو ایک زمانہ میں میری سچائی کا کامل نمائندہ بننے والا تھا۔ اسلئے میں نے زمین و آسمان کو پیدا کر دیا۔ کیونکہ تیرے ذریعہ میری اس صداقت اور سچائی کا ثبوت ملنا تھا۔ پھر جب محمد صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے وجود میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے وجود کو فنا کر دیا۔ آپؐ کی محبت میں اپنے آپؑ کو مٹا دیا۔ اور سچائی کی اس چادر کو اوڑھ لیا۔ جو دائمی ہے۔ جو ازلی اور ابدی ہے۔ اور جو خدا میں سے آتی اور خدا میں ہی واپس چلی جاتی ہے۔ تو خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بھی الہاماً فرمایا۔ کہ لَوْلَاکَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاکَ۔"

خلاصہ یہ کہ لولاک لما خلقت الافلاک کی حدیث اگرچہ محدثین کے اصول کے مطابق درست نہیں۔ مگر صحیح حدیثوں کی بناء پر محدثین نے اس کے معنی کو صحیح مانا ہے۔ اور چونکہ یہ حدیث زبان زد خلائق ہے۔ اس لئے "مشہور" حدیث کی تشریح کے مطابق اگرچہ اسکی سند نہ بھی ہو۔ یا ضعیف سند ہو۔ تو پھر بھی اصولاً اسے صحیح ماننے کے ذرائع موجود ہیں۔ اور خود مولوی ثناء اللہ صاحب کئی ایسی احادیث کو جو محدثین کے نزدیک بے اصل ہیں۔ صحیح مانتے ہیں۔ اور بعض کو معناً صحیح تسلیم کرتے ہیں۔ تو پھر جو خدا تعالیٰ کی طرف سے مسیح موعود اور حکم عدل بنا کر بھیجا گیا ہے۔ وہ اگر اپنے کشف کی بناء پر اس حدیث کو صحیح بیان فرمائے۔ تو اس میں کونسی قابل اعتراض بات ہے اور جبکہ اس کو دیگر محدثین نے بھی معناً صحیح مانا ہے۔ اور اس کے معنے بھی ایسے ہیں۔ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی شان بلند کا اظہار کرتے ہیں۔ تو اس پر اعتراض کرنے والا وہی ہو سکتا ہے۔ جو دراصل آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے درپردہ دشمنی رکھتا اور آپ سے نادان دوست کا سا معاملہ کرتا ہو۔

خاکسار سید احمد علی سیالکوٹی مولوی فاضل از قادیان

خدا تعالیٰ کے دربار میں سابقون الاولون میں شامل ہونیوالے غور سے پڑھیں

سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:-

"میں نے اس امر کی طرف بار بار توجہ دلائی ہے۔ مگر پھر بھی میں دیکھتا ہوں۔ کہ ایک طبقہ ایسا ہے۔ جو اس روش سے باز نہیں آتا۔ وہ نام تو لکھوا دیتے ہیں۔ مگر وعدوں کو پورا نہیں کرتے۔ اور ادا کرنے میں غافل رہتے ہیں۔ ان کا یہ فعل ہرگز مستحسن نہیں۔ بلکہ صریح خسران کا موجب ہے۔ اور یہ ایسی ہی بات ہے۔ کہ کوئی انسان اپنے ہاتھ سے اپنی ناک کاٹ دے۔ تو یہ بھی بُری بات ہے۔ اور جب وہ گزرے۔ تو لوگ کہتے ہیں۔ کہ نکٹا جا رہا ہے۔ مگر یہ لوگ تو ایسے ہیں۔ کہ جیسے کوئی اُسترا لے کر اپنے ہاتھ سے اپنی ناک کاٹ دے۔ اور ظاہر ہے۔ کہ ایسا شخص بالکل دیوانہ یا فاتر العقل ہی ہو سکتا ہے۔ اسی طرح جس چندہ میں پابندی کی کوئی شرط نہیں۔ اس میں جو شخص اپنی مرضی سے پہلے نام لکھواتا ہے۔ اور پھر عدم ادائیگی سے جماعت کو ذلیل کرتا ہے۔ وہ بھی ویسا ہی دیوانہ اور فاتر العقل ہے۔ جیسے اُسترا لے کر اپنی ناک خود کاٹنے والا۔ میں نے بارہا کہا ہے۔ کہ اس چندہ میں وعدے صرف وہی لوگ لکھوائیں۔ جو خدا تعالیٰ کے دربار میں سابقون میں شامل ہونا چاہتے ہیں۔ لوگوں میں جھوٹی عزت حاصل کرنے کے شائق نام نہ لکھوائیں۔ مگر میں نے دیکھا ہے۔ پھر کئی لوگ یونہی نام لکھوا دیتے ہیں۔ کوئی شخص یہ خیال کرے۔ کہ اسے کوئی تکلیف بھی نہ پہنچے۔ اور وہ خدا تعالیٰ کا مقرب بھی ہو جائے۔ یہ ناممکن ہے۔ قربانی کے بغیر اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہونا ناممکن ہے۔"

(آپ) ہمیشہ مدنظر رکھیں۔ کہ تحریک جدید کے چندے طوعی ہیں۔ اسلئے ان کو پورے کرنے کے لئے پوری کوشش کرنی چاہیئے۔ اور اس بات کا خیال رکھنا چاہیئے۔ اگر انہیں اس قربانی کی توفیق نہیں ملتی۔ تو اس کے معنی یہ ہیں۔ کہ خدا تعالیٰ نے ان کی پہلی قربانیوں کو بھی قبول نہیں کیا۔ ورنہ آج ان سے سستی سرزد نہ ہوتی۔ سستی کے معنے ہی یہ ہیں۔ کہ پہلے عمل ضائع ہو چکے۔ پس میں پھر توجہ دلاتا ہوں۔ کہ دوست سستی اور غفلت کو ترک کر دیں۔ کیونکہ اس سے ان کی پہلے سالوں کی قربانیاں بھی ضائع ہو جائینگی"

تحریک جدید کے وہ مجاہد جنہوں نے سال ششم میں حصہ لیا۔ وہ حضور کے ان ارشادات کو پڑھیں۔ اور غور سے پڑھیں۔ انہیں چاہیئے۔ کہ وہ اپنے وعدہ کی رقم اس مہینہ کے اندر ادا کرنے کی کوشش کریں۔ اور حضور کا مطالبہ بھی یہ ہے۔ کہ ہر وہ شخص جس نے وعدہ کیا۔ وہ اگر معذوری سے پہلے ادا نہیں کر سکا۔ اس مہینہ یعنی ماہ اکتوبر ۱۹۴۰ء میں ادا کر دے۔ تو وہ اللہ تعالیٰ کے حضور سابقوں کی فہرست میں آجائے گا۔ کیونکہ اس نے تو ادا کرنے کی اپنی طرف سے پہلے کوشش کی۔ مگر کامیاب نہیں ہو سکا۔ پس اگر اللہ تعالیٰ کے حضور اسکی معذوری واقعی معذوری ہے۔ تو وہ اس مہینے میں ادا کر کے بھی سابقوں میں رہے گا۔ وہ دوست جنہوں نے نومبر یا اس کے بعد ادا کرنے کی منظوری لی ہوئی ہے۔ ایسے تمام دوستوں کو چاہیئے۔ کہ اسی مہینہ میں ادا کر کے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور دعا حاصل کریں۔ والسلام۔

خاکسار برکت علی خاں فنانشل سکرٹری تحریک جدید

Digitized by Khilafat Library Rabwah

احمدی مشن!

تحریکِ واقفین اسکی حقیقت اور فوائد

خدا تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر ہے۔ کہ اس نے محض اپنے فضل و کرم سے اپنی سنت مستمرہ کو بروئے کار لاتے ہوئے اس زمانہ میں اپنی مخلوق کو گمراہی کے عمیق گڑھوں سے نکالنے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جری اللہ فی حلل الانبیاء کی خلعت فاخرہ عطا فرما کر مبعوث کیا۔ دنیا اس زمانہ میں اس سفلی زندگی کی خواہشات اور لذّات کو ہی اپنا منتہائے مقصود قرار دے چکی تھی ظہر الفساد فی البرّ والبحر کا نظارہ ہماری آنکھوں کے سامنے تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خدا تعالیٰ کے فرمان کے مطابق مخلوق خداوندی کی اصلاح کا بیڑا اٹھایا۔ ان کی بہتری و بہبودی کے سامان بہم پہنچانے میں ہمہ تن مصروف ہو گئے۔ جادۂ مستقیم سے منحرف دنیا کو شاہراہ صداقت پر گامزن کرنے کے لئے آپ نے اپنی تمام زندگی کو وقف فرما دیا۔ اور اس قدر تندہی ہمت۔ جانفشانی اور استقلال سے اصلاحِ خلق کے کام کو سرانجام دیا۔ کہ مخالف عنصر بھی خراجِ تحسین ادا کئے بغیر نہ رہ سکا۔ آپ اپنے مشن میں کامیاب و کامران خدا تعالیٰ کی طرف سے عائد شدہ ذمہ واریوں سے کما حقہٗ عہدہ برآ ہو کر اپنے مالک حقیقی سے جا ملے۔ انا للّٰہ وانا الیہ راجعون۔

آپ کی وفات کے بعد قدرتِ ثانیہ معرضِ وجود میں آئی۔ چھ سال خلافت اولیٰ کے کامیاب دَور کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حسن و احسان میں نظیر اور اولوالعزم النسان یعنی حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خلافت کا آغاز ہُوا۔ آپ کا زمانہ خلافت نہایت ہی عظیم الشان ترقیات اور شاندار کامیابیوں کا مرقع ہے۔ حضور کے پچیس سالہ دَورِ خلافت میں کئی ایک ایسے واقعات رونما ہوئے۔ جو جماعت کے لئے ابتلاء اور امتحان کا موجب بنے۔

۱۹۳۴ء کا زمانہ جماعت کے لئے سخت تکلیف دہ اور صبر آزما تھا۔ احرار اپنے لاؤ لشکر سمیت قادیان ہاں اس قادیان پر جس کو خدا تعالیٰ نے اپنے رسول کا تخت گاہ قرار دیا تھا۔ ہاں اس قادیان پر جس کے متعلق حضرت مسیح پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔

زمینِ قادیاں اب محترم ہے
ہجوم خلق سے ارضِ حرم ہے

حملہ آور ہوئے۔ اور اس شوریدہ سر طبقہ نے ببانگ دہل اعلان کر دیا۔ کہ وہ اس مقدس مقام کی نعوذ باللہ اینٹ سے اینٹ بجا دیں گے۔ اور احمدیت کو نیست و نابود کر کے دم لیں گے۔ ہندو مسلم۔ سکھ سب اس فتنہ کی آگ کو بھڑکانے میں ان کے ممد و مددگار ہو گئے۔ حکومت کے بعض ذمہ وار افراد بھی ان کی پشت پناہ بن گئے۔ غرضیکہ الکفر ملۃ واحدۃ کا پورا نمونہ دکھایا۔ جماعت نے اپنے مقدس امام کی ہدایات پر عمل پیرا ہوتے ہوئے صبر و تحمل کو اپنے ہاتھ سے نہ دیا۔ لیکن جماعت نے اپنی بے بسی اور کس مپرسی کو خدا تعالیٰ کی جناب میں پیش کیا۔ اور آہ و بکا۔ چیخ و پکار اور تضرع و عاجزی سے عرشِ الٰہی کو ہلا دیا۔ جب احرار ابھی اپنے پورے جوبن پر تھے۔ اور لوگ یہ سمجھ رہے تھے۔ کہ احمدیہ جماعت اب چند ایام کی مہمان ہے۔ حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے خطبہ جمعہ میں یہ اعلان فرما دیا۔ "میں دیکھتا ہوں۔ کہ احرار کے پاؤں تلے سے زمین نکلی جا رہی ہے"۔ اس اعلان کا شائع ہونا تھا۔ کہ احرار کی نامرادی اور ذلت کے غیب سے ایسے سامان پیدا ہونے شروع ہو گئے۔ کہ ان پر چھپتی ہوئی نگاہ ڈالنے سے احمدیت کی حقانیت اور صداقت اور خدا تعالیٰ کا اس جماعت سے تعلق طشت از بام ہو جاتا ہے

حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے جماعت کی کشتی کو اس خطرناک بھنور اور گردابِ عظیم سے جس خوش اسلوبی اور قیادانہ قابلیت سے سلامتی کے ساحل پر پہنچایا۔ وہ تاریخ احمدیت میں سنہری حروف سے لکھے جانے کے قابل ہے۔ حضور نے جماعت کو آئندہ خطرات سے محفوظ رہنے کے لئے ۱۹ انیس مطالبات پر مشتمل ایک، سکیم بیان فرمائی۔ اور جماعت کو آگاہ فرمایا۔ کہ اگر وہ اس تحریک پر پورے جوش۔ ہمت۔ جانفشانی اور اخلاص سے عمل کرے گی۔ تو دنیا کی کوئی طاقت اس کا بال بیکا نہیں کر سکے گی۔ اور جماعت ترقی کی منازل طے کرتی جائے گی۔ جماعت کے کثیر حصہ نے جس ولولہ اور جوش سے ان مطالبات پر لبیک کہا۔ اسکی نظیر دنیا پیش کرنے سے عاجز ہے۔ جماعت کے تمام افراد میں بیداری اور زندگی کی علامات نمایاں ہو گئیں۔ ان میں سلسلہ عالیہ کی محبت اور الفت کے آثار ہویدا ہو گئے۔ الغرض جماعت اپنے محبوب آقا کی ہر آواز پر مجنونانہ اور والہانہ طور پر لبیک کہتی ہوئی نظر آتی تھی۔

حضور نے تحریک جدید کے جملہ مطالبات میں سے ایک مطالبہ یہ بھی بیان فرمایا۔ کہ نوجوانانِ جماعت ہاں وہ نوجوان جن کے اندر سلسلۂ عالیہ کی محبت کی چنگاری سلگ رہی ہے۔ ہاں ہاں وہی نوجوان جو سلسلۂ عالیہ کے لئے غیرت رکھتے ہیں۔ اور اسکی خدمات کو بجا لانے کا جوش اپنے سینوں میں دبائے ہوئے ہیں۔ اور اس کو سعادتِ دارین کا موجب سمجھتے ہیں۔ اپنی زندگیوں کو تبلیغ جیسے اہم فریضہ کی سرانجام دہی کے لئے وقف کریں۔ اس آواز کو سنتے ہی سینکڑوں نوجوانوں نے جو کہ گریجوایٹ اور مولوی فاضل تھے۔ نہایت ہی اخلاص اور خوشی کے جذبات سے معمور ہو کر اپنے آپ کو خدمت دین کے لئے وقف کر دیا۔ حضور نے ان میں سے موزون اور مفید نوجوانوں کو چن کر انہیں بیرونِ ہند تبلیغ کے لئے روانہ فرما دیا۔ جن میں سے بعض تو نہایت خوش اسلوبی سے اس فریضہ کی سرانجام دہی کے بعد واپس آ چکے ہیں۔ اور بعض ابھی اعلائے کلمۃ اللہ میں مصروف ہیں۔ اس کے بعد بھی حضور وقتاً فوقتاً جماعت کے نونہالوں کو اس نہایت ہی بابرکت فریضہ کی طرف توجہ دلاتے رہے ہیں۔ چنانچہ اس وقت ایک درجن کے قریب گریجوایٹ اور مولوی فاضل تبلیغ کے لئے اپنے آپ کو حضور کے ارشادات کے مطابق تیار کر رہے ہیں۔ اور عنقریب ہی یہ نوجوان بھی اپنے عزیز و اقربا کو چھوڑ کر بیرونِ ہند تبلیغ کے لئے روانہ ہو جائیں گے۔ یہ تحریک نہایت ہی اہم فوائد پر مشتمل ہے۔ میں اس مختصر مضمون میں ان تمام پر تو روشنی ڈالنے سے قاصر ہوں۔ تاہم اختصار کے ساتھ اس تحریک کی اہمیت کو حصول ثواب کی نیت سے نوجوانانِ جماعت کے سامنے پیش کرتا ہوں۔

جب ایک احمدی احمدیت کی صداقت کا قائل ہو کر بیعت کرتا ہے۔ تو وہ یہ اقرار کرتا ہے۔ کہ میں نے اپنے آپ کو بیچ دیا۔ کیونکہ بیعت کے معنی فروخت کر دینے کے ہیں۔ گویا وہ اقرار کرتا ہے کہ اب میری جان میرا مال غرضیکہ میری ہر ایک چیز میرے تصرف اور قبضہ سے نکل کر امام جماعت کے تصرف میں جا چکی ہے۔ پس یہ اقرار کوئی معمولی اقرار نہیں۔ حقیقی معنوں میں احمدی بننا اپنے اوپر ایک موت کو وارد کرنا ہے۔ صحیح رنگ میں احمدی کہلانا گویا اس بات کا اعلان کرنا ہے۔ کہ

ان الصلوٰتی ونسکی ومحیای ومماتی للّٰہ رب العالمین۔

گویا جب انسان بیعت کرتا ہے۔ تو وہ اقرار کرتا ہے۔ کہ آج میں نے اپنی تمام اشیاء کو خدا تعالیٰ کے لئے وقف کر دیا۔ پس تحریک واقفیت پر لبیک کہہ کر انسان بیعت کے صحیح مفہوم کو ادا کر کے حقیقی مبائع بن جاتا ہے۔ اور اسکی روح اس اقرار کہ میں دین کو دنیا پر مقدم کروں گا کی اہمیت کو محسوس کر کے لذت اور سرور سے سرشار ہو جاتی ہے۔ کیونکہ اس نے صحیح رنگ میں دین کو دنیا پر مقدم کر لیا ہوتا ہے۔

پھر خدا تعالیٰ نے انسان کی پیدائش کا مقصد یہ قرار دیا ہے۔ کہ وہ اس کا عبد بن جائے جیسا کہ فرمایا۔ ماخلقت الجن والانس الا لیعبدون کہ میں نے انسانوں اور جنوں کو پیدا ہی اسلئے کیا ہے۔ کہ وہ میرے عبد حقیقی بن جائیں۔ پس کیا ہی خوش قسمت وہ انسان ہے۔ جو اس سفلی زندگی کی لذات کو ٹھکرا دے۔ اس چند روزہ حیات کی ملونی سے کلی طور پر بے نیاز ہو جائے۔ اس قلیل زندگی کو خدا تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی کے حصول کی کوشش میں گذار دے۔ تقویٰ کی باریک راہوں پر گامزن ہو جائے۔ اور اپنے اوقات کو اس کے دین کی اشاعت کے لئے وقف کر دے۔ اور اپنے مولیٰ کے قرب کو پانے میں کامیاب ہو جائے۔ اور عبودیت کی چادر کو ایسے طور پر اوڑھ لے کہ ارحم الراحمین خدا سے اس کا پیوند ایسا مضبوط ہو جائے۔ کہ دنیا کی عزیز سے عزیز اور محبوب

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سے محبوب چیز بھی اس رابطہ اتحاد کو توڑنے میں کامیاب نہ ہو سکے۔ میرا ایمان اور یقین ہے۔ کہ حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی اس تحریک واقفین پر لبیک کہہ کر انسان اس مقصد کے حصول میں بھی ضرور کامیاب ہو جاتا ہے

اسی طرح خدا تعالیٰ نے قرآن پاک میں فرماتا ہے ان اللہ اشتریٰ من المؤمنین انفسہم و اموالہم بان لہم الجنۃ۔ کہ خدا تعالیٰ نے مومنین کی جان اور ان کے اموال خرید لئے ہیں۔ تاکہ ان کو جنت کا وارث بنایا جائے۔ کیا ہی سستا سودا ہے۔ انسان اگر خدا تعالیٰ کی دی ہوئی زندگی۔ اور اسی کی طرف سے عطا کردہ اموال کو اسکی راہ میں قربان کر دے۔ تو خدا تعالیٰ جو رحمٰن اور رحیم خدا ہے۔ اس ادنیٰ اور حقیر سی قربانی کے عوض انسان کے لئے ابدی جنت کے لامحدود انعامات کو مقدر کر دیتا ہے۔ پس تحریک واقفیت پر لبیک کہہ کر اور اسکی شرائط کو کما حقہٗ پورا کر کے انسان خدا تعالیٰ کا مقرب بن کر جنت کے وسیع اور دائمی انعامات کا وارث ہو جاتا ہے۔ چنانچہ اسی اصل کو مدنظر رکھ کر حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز تحریک جدید کی قربانیوں کے متعلق فرماتے ہیں:۔

"کہ میں سمجھتا ہوں۔ اگر ایک مرتے ہوئے باایمان انسان کے کانوں میں بھی یہ تحریک پہنچ جاتی۔ تو اسکی رگوں میں بھی خون دوڑنے لگتا۔ اور وہ سمجھتا کہ میرے خدا نے میرے مرنے سے پہلے ایک ایسی تحریک کا آغاز کرا کے اور مجھے اس میں حصہ لینے کی توفیق عطا فرما کر میرے لئے اپنی جنت کو واجب کر دیا۔"

پھر حصول علم کو اسلام نے ہر شخص پر فرض قرار دیا ہے۔ جیسا کہ حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم نے فرمایا۔ طلب العلم فریضۃ علیٰ کل مسلم و مسلمۃ۔ کہ علم کا حاصل کرنا ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہے۔ پس تحریک واقفین میں شمولیت اختیار کر کے انسان اسلام کے اس نہایت ہی اہم فرض سے بھی کما حقہٗ سبکدوش ہو سکتا ہے۔ کیونکہ حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے واقفین کی تعلیم اور تربیت کا نہایت ہی احسن طور پر انتظام کیا ہوا ہے۔ انہیں عربی۔ فارسی علم ادب اور منطق کے علاوہ قرآن کریم اور احادیث کی تعلیم بھی اعلےٰ پیمانہ پر دی جاتی ہے۔ تاکہ وہ خدمت دین کے اہم فریضہ کو باحسن وجوہ سرانجام دے سکیں۔ پس اس نہایت ہی بابرکت اور موجب رحمت تحریک میں شامل ہو کر انسان دینی و دنیوی علوم سے متمتع اور بہرہ ور ہو سکتا ہے

اسی طرح انسان اس تحریک پر لبیک کہنے سے حضرت اقدس اور بزرگان سلسلہ عالیہ کی بیش بہا اور نتیجہ خیز دعاؤں کا نازلیت وارث ہو جاتا ہے۔ پس کیا ہی خوش قسمت وہ انسان ہے۔ جو حضور اور بزرگان کی توجہ اور دعاؤں سے اپنی تمام عمر بہرہ اندوز اور مستفیض ہوتا رہے۔ اور اپنے گوہر مقصد کے حصول میں کامیاب و کامران ہو جائے۔

سینکڑوں فوائد میں سے نمونہ کے طور پر متذکرہ بالا چند ایک پر روشنی ڈال کر میں اپنے ان نوجوان بھائیوں سے جو بیا تو گریجوایٹ ہیں۔ یا مولوی فاضل اور میٹرک ہیں۔ پر زور اپیل کرتا ہوں۔ کہ خدا تعالیٰ نے محض اپنے فضل و کرم سے ان کے لئے خدمت دین کا موقع عطا فرمایا ہے۔ خدا تعالیٰ کا موعود خلیفہ من انصاری الی اللہ کی منادی کر رہا ہے۔ تم اپنے مقدس آقا اور واجب الاطاعت امام کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے پروانہ وار نحن انصار اللہ کا گیت الاپتے ہوئے دار الامان میں جمع ہو جاؤ۔ تاکہ تمہیں دین کو دنیا پر مقدم کرنے کی سعادت نصیب ہو۔ تم خدا تعالیٰ کے عبد حقیقی بن سکو۔ مولیٰ کریم کی رضا اور خوشنودی کے حصول میں کامیاب ہو جاؤ۔ دینی و دنیوی علوم سے کما حقہٗ بہرہ اندوز ہو سکو۔ حضرت اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ کی نیم شبی دعاؤں اور حضور کی کریمانہ توجہ سے مستفیض ہو سکو۔ اور جنت کے لامحدود اور ابدی انعامات کو اپنے لئے واجب کر سکو پس میں اب حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ان الفاظ پر اپنے مضمون کو ختم کرتا ہوں۔

"تم پھیل جاؤ دنیا میں۔ پھیل جاؤ مشرق میں۔ پھیل جاؤ مغرب میں۔ پھیل جاؤ شمال میں۔ پھیل جاؤ جنوب میں۔ پھیل جاؤ یورپ میں۔ پھیل جاؤ امریکہ میں۔ پھیل جاؤ افریقہ میں۔ پھیل جاؤ جزائر میں۔ پھیل جاؤ چین میں پھیل جاؤ جاپان میں اور پھیل جاؤ دنیا کے کونے کونے میں۔ یہاں تک کہ دنیا کا کوئی گوشہ۔ دنیا کا کوئی ملک اور دنیا کا کوئی علاقہ ایسا نہ ہو جہاں تم نہ ہو۔ پس تم پھیل جاؤ جیسے صحابہؓ پھیلے پھیل جاؤ جیسے قرون اولیٰ کے مسلمان پھیلے۔ تم جہاں جہاں جاؤ۔ اپنی عزت کے ساتھ سلسلے کی عزت کرو۔ جہاں پھرو اپنی ترقی کے ساتھ سلسلے کی ترقی کا موجب بنو" الفضل جلد ۲۳ ع ۲۱۔ والسلام خاکسار عبد اللطیف بی۔اے واقف تحریک جدید

انتظار بے سود — اُمید و بیم لاحاصل ہے

فی زمانہ انسان اپنی ذہنی ترقی کے ساتھ ساتھ روحانی ترقی کو بڑی شدت سے محسوس کر رہا ہے۔ اور کوئی وجہ نظر نہیں آتی کہ مادیات کا یہ خوفناک سیلاب دنیا پر مسلط ہوتا جائے اور اس کے برعکس روحانی ارتقاء کو نہ صرف ایک خاص دائرے میں مقید کر دیا جائے۔ بلکہ اس کے خلاف جاہلانہ جہاد بھی شروع ہو جائے۔ اس ہما ہمی کے نازک دور میں جبکہ عوام اپنے قلوب کی اتھاہ گہرائیوں میں شدید کشمکش میں مبتلا ہیں۔ کسی ایسے مصلح ربانی کی اچانک آمد کا انتہائی بے صبری اور گھبراہٹ کے عالم میں انتظار بے سود کر رہے ہیں۔ جو شاید روز آخرت میں ہی اب ان سے ملاقی ہوگا۔ اسی لئے ہمارے کانوں میں کبھی کبھی امید و بیم کی ایسی آواز آنے لگتی ہے۔ جو صرف خیالی تصورات اور سراب صحراء کے کسی مصنوعی شاہکار سے ہرگز کم نہیں۔ خوش عقیدگی کے اس جذبہ کو تھوڑی دیر کے لئے بے شک بیدار کیا جا سکتا ہے۔ مگر یہ بالکل غیر ممکن ہے۔ کہ عوام کے ہجوم کو زیادہ عرصہ تک اسی لایعنی پراپیگنڈے کا شکار بنایا جا سکے۔ اس قسم کی آوازوں سے عوام کے کان اب کچھ اس طرح سے مانوس ہو چکے ہیں۔ جو ان لاحاصل باتوں کی طرف توجہ منعطف ہی نہیں کرتے اور وہ اسکی حقیقت کو خوب سمجھتے ہیں۔ بلکہ سمجھدار طبقہ نے اس قسم کی خوش گپیوں کی ایک حد تک اصولی رنگ میں تحریری تردید بھی کر دی ہے۔ وہ جانتے ہیں۔ کہ ان بلند و بانگ دعاوی کے پس پردہ مخلوق اللہ کی بھلائی مدنظر نہیں۔ بلکہ اس موضوع پر ایک دو کتب شائع کر کے صرف روپیہ بٹورنا ہے۔ اور بس۔

حیف ہے اس قسم کی لایعنی تحاریک کو ایسے اشخاص ہوا دینے کا باعث ہوتے ہیں۔ جو قوم کا دل و دماغ کہلاتے ہیں۔ حالانکہ ان کو اس بات کا اچھی طرح احساس ہے۔ کہ قوم ان طفل تسلیوں سے مطمئن نہیں۔ اور وہ جانتی ہے کہ آسمان سے کسی کے آنے کا خواب کبھی شرمندۂ تعبیر نہیں ہو سکے گا۔ کیا کسی مصلح ربانی کو آسمان سے اتارنے یا امام غیب کو غار سے نکالنے کے لئے چند ایک اخباروں میں اعلان کر دینے یا ایک دو کتب لکھ مارنے سے کچھ فائدہ ہو سکتا ہے؟ بے شک ان کتابوں کی تجارت سے روپیہ کمایا جا سکتا ہے۔ مگر یہ روز افزوں تجارت اور یہ روپیہ آنے والے کو لانے میں ممد و معاون نہیں بن سکتا۔ ہم حیران ہیں۔ کہ پچھلی نصف صدی سے کوئی سال ایسا نہیں گزرا کہ جس کے آغاز میں یار لوگوں نے اس قسم کے ایک دو چٹکلے نہ چھوڑے ہوں۔

افسوس دنیا اپنے گرد و پیش کے حالات کی طرف متوجہ نہیں ہوتی۔ اور ہم ان لوگوں کو کن الفاظ میں یقین دلائیں۔ کہ آنے والا موعود کتب سماوی کی بجاری علامات کے ساتھ آچکا ہے۔ اب کسی کی راہ تکنا یقیناً بے سود ہے۔ آپ کی صداقت کی ایک بڑی دلیل لوگوں کے قلوب کی وہ کشمکش ہوتی ہے۔ جو قوم کے دل میں کسی مصلح ربانی کی آمد کے وقت قدرتی طور پر پیدا ہو جاتی ہے۔ چنانچہ بانی احمدیت حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام نے موجودہ دور میں مصلح کو ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے۔ ؎

وقت تھا وقت مسیحا نہ کسی اور کا وقت
میں نہ آتا تو کوئی اور ہی آیا ہوتا

حضورؑ نے ایک اور جگہ فرمایا:۔

"میں اپنے دعویٰ کی نسبت اس قدر بیان کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔ کہ میں عین ضرورت کے وقت خدا کی طرف سے بھیجا گیا ہوں۔ جبکہ اس زمانہ میں بہتوں نے یہود کا رنگ پکڑا اور نہ صرف تقویٰ و طہارت کو چھوڑا۔ بلکہ ان یہود کی طرح جو حضرت عیسیٰ کے وقت میں تھے۔ سچائی کے دشمن ہو گئے۔ تب بالمقابل خدا نے میرا نام مسیح رکھ دیا۔ نہ صرف یہ کہ میں زمانہ کے لوگوں کو اپنی طرف بلاتا ہوں۔ بلکہ خود زمانہ نے مجھے بلایا ہے۔" (رسالہ پیغام صلح صفحہ ۳۲)

وہ نوید صبح جس نے دین حنیف کو جھنجھوڑ جھنجھوڑ کر بیدار کر دیا۔ اور مردہ دلوں کو اپنی حرارت سے گرما کر ایک ہیجان برپا کر دیا۔ اس کے خوش آئند مستقبل کو دیکھ کر علامہ اقبال بھی وجد میں آ کر کہنے لگے ہے ؎

سنا ہے میں نے یہ قدوسیوں سے
کہ وہ شیر پھر ہوشیار ہوگا

کیونکہ علامہ نے مغرب بعید کے آخری کونے لنڈن میں اللہ اکبر کی وہ تکبیریں پھر سے گونجتی سنیں۔ جو اسلام کے دور نصف میں کبھی سپین کے اونچے مناروں سے اپنی دل کی کتاب اور تاریخ کی کتاب کے حروف کی آواز سے پہلے سن چکے تھے۔ انہوں نے اس ہوشیار "شیر" کی گرج کو

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ورود انگلستان میں اپنے کانوں سے سنا۔ اور وہ کچھ دیکھ لیا۔ جس کی آنکھیں متلاشی تھیں۔ وہ پکار اٹھے۔ ؎

مغرب کی وادیوں میں گونجی اذاں ہماری
تھمتا نہیں کسی سے سیلِ رواں ہمارا

پس آنے والا آگیا۔ کام کرنے والا کام کر گیا۔ اب بار بار آسمان کی راہ تکنا لاحاصل ہے۔ جس خدا کو تم اپنی تیز نظر سے فضا کی بلندیوں میں بھی نہیں دیکھ سکتے۔ وہ تم سے اتنا قریب ہے۔ کہ اتنی قریب کوئی چیز نہیں۔ وہی ہادی۔ وہی رہنما جس کے لئے تم چشم براہ ہو۔ وہ تمہارے اندر آکر چلا بھی گیا۔ اور کچھ ہیں۔ جو ابھی آسمان کی راہیں تک رہے ہیں۔ خوش قسمت ہیں وے جو اس نور کو دیکھیں۔ اور اس رحمت کے سایہ میں پناہ گزیں ہوں۔ ورنہ ؎

سر کو پیٹو آسماں سے اب کوئی آتا نہیں

(خاکسار انوار احمد سامانوی)

دعائے مغفرت:۔ افسوس سے یہ خبر شائع کی جاتی ہے۔ کہ مکرم حافظ غلام رسول صاحب وزیر آبادی کے برادرِ محترم حافظ غلام محمد صاحب سکنہ دھیر کے کلاں کا نوجوان لڑکا محمد یعقوب جس کی ۲۰ سال عمر تھی۔ بعارضہ سرسام فوت ہو گیا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ احباب ہر دو حافظ صاحبان اور مرحوم کے جملہ متعلقین کے لئے دعا کریں۔ کہ اللہ تعالیٰ سب کو صبر جمیل عطا فرماوے اور مرحوم کو اپنی جوارِ رحمت میں جگہ دے۔ آمین۔

شکریہ احباب:۔ جناب حافظ ابو عبید اللہ غلام رسول صاحب وزیر آبادی ان تمام احباب کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔ جنہوں نے ان کی اہلیہ صاحبہ مرحومہ کی ماتم پرسی کے خطوط لکھے۔ اللہ تعالیٰ ان سب دوستوں کو جزائے خیر بخشے۔ اور ساتھ ہی احباب سے یہ درخواست ہے۔ کہ مکرم حافظ صاحب ایک لمبے عرصہ سے صاحب فراش ہیں۔ چل پھر نہیں سکتے۔ فالج نے بیکار کر دیئے ہیں۔ اگر ناظرین فاروق دردِ دل سے اس ماہِ مبارک میں حافظ صاحب کی صحت کامل کے لئے دعا کریں۔ تو بڑا ثواب ہوگا۔ اور خدا اس دعا کو سُن لیگا۔

ماہ رمضان المبارک میں ایک خدمت

اس مبارک مہینے میں اگر آپ فاروق کے لئے خریدار پیدا کریں گے۔ تو ڈبل ثواب اس خدمت سلسلہ کا پائیں گے اٹھو ہمت کرو۔ اور آج ہی ایک ایک خریدار دو۔

ہفتہ بھر کی چیدہ خبریں

— لنڈن کو وسیع پیمانہ پر خالی کرنے کی سکیم بنالی گئی ہے۔

— جاپانی وزیر خارجہ نے اعلان کیا ہے۔ کہ چانگ کائی شیک کو امداد پہنچانے والی طاقت کی زبردست مخالفت کی جائے گی۔

— فرانس، پولینڈ اور بلجیم میں قحط پڑنے لگا ہے۔

— امریکہ برطانیہ کو اور قرضہ دیگا۔

— سندھ میں نوسو سے زیادہ بدمعاش گرفتار کئے جا چکے ہیں۔

— تازہ اطلاع ہے۔ کہ پنجاب میں جنگ شروع ہونے کے بعد سے اب تک چھ سو پولیٹیکل گرفتاریاں ہو چکی ہیں۔

— برہما روڈ کو پھر کھولا گیا۔ تو جاپان اس پر بم باری کرے گا۔

— امریکہ جنگ میں شامل ہؤا۔ تو جاپان اس کے خلاف اعلان جنگ کرے گا۔

— ہندوستان کو آنے والا ایک جہاز دشمن کے حملہ کا شکار ہو گیا۔

— ڈکٹیٹر سوئٹزرلینڈ کے ذریعہ صلح کی تجویز پیش کریں گے۔

— پچھلے چار مہینوں میں جرمنی کے ۵ ہزار اور برطانیہ کے ۲۸۰ ہواباز ہلاک ہوئے۔

— برطانوی اور جرمن ہوائی جہازوں میں سارا دن لڑائیاں ہوتی رہتی ہیں۔

— مہاتما گاندھی کا بیان ہے۔ کہ اگر برطانیہ میری تجاویز مان لیتا۔ تو ہندوستان کی نسبت انگلستان کو زیادہ فائدہ ہوتا۔

— ۴ر اکتوبر کو بعد از دوپہر ہٹلر اور مسولینی میں ملاقات ہوئی۔ دونوں ایک دوسرے سے بغلگیر ہوئے۔

— ہٹلر نے اپنی توجہ وسط مشرقی کی فوجی صورت حالات پر لگا دی ہے۔ افریقہ میں فیصلہ کن جنگ ہونے والی ہے۔

— امریکہ چودہ لاکھ فوج پر ڈیڑھ ارب ڈالر خرچ کرے گا۔

— مصر میں سولہ ہزار اطالوی گرفتار کر لئے گئے ہیں۔

— برلن کے ایک لاکھ ستر ہزار شہریوں کو محفوظ جگہوں پر منتقل کرنے کا انتظام کیا گیا ہے۔

— جاپان نے ۲۵۰۰ سو فرانسیسی جنگی قیدی رہا کر دیئے ہیں۔

— مسٹر چیمبرلین نے کیبنٹ اور کنزرویٹو لیڈرشپ سے استعفیٰ دے دیا ہے۔

— جرمنی کو برطانیہ پر حملہ کرنے سے پہلے روس سے دوچار ہونا پڑے گا۔

— ہندوستان برطانیہ کو جنگی سامان مہیا کریگا۔

— پانچ ہزار اطالوی ہواباز جرمنی روانہ ہو گئے ہیں۔

— شملہ ۹ر اکتوبر۔ سرکاری طور پر اعلان کیا گیا ہے۔ کہ حکومت ہند کچھ عرصہ سے اس بات پر غور کر رہی تھی۔ کہ وکٹوریہ کے روپیہ اور اٹھنّی کو اسلئے ممنوع قرار دے دیا جائے۔ کہ ان میں سے اکثر کھوٹے نکل آتے ہیں۔ چنانچہ اس سلسلہ میں ایک آرڈیننس کے ذریعہ سکّوں کے قانون میں ترمیم کر دی گئی ہے۔ جس کے رو سے ۳۱ر مارچ ۱۹۴۱ء سے وکٹوریہ کے روپوں اور اٹھنیوں کو خلاف قانون قرار دیدیا گیا ہے۔ البتہ ۳۰ر ستمبر ۱۹۴۱ء تک تمام سرکاری خزانوں ڈاکخانہ جات اور صرف کلکتہ و بمبئی کے ریزرو بنکوں کی ٹکسالوں میں یہ سکے لئے جاتے رہیں گے۔

— لنڈن ۱۰ر اکتوبر۔ انگریزی ہوائی جہازوں نے آج جرمنی میں اور انگلش چینل کی ان جگہوں پر چھاپے مارے۔ جہاں جرمنی نے انگلستان پر حملہ کرنے کے لئے تیاریاں کر رکھی ہیں۔ انگریزی ہوائی جہازوں نے ان مقامات پر بموں کا مینہ برسایا۔ جرمنی کے مشہور کارخانے کروپ پر بم گرائے۔ ہوائی اڈوں پر حملے کئے۔ اور سخت نقصان پہنچایا۔

آج جو جرمن جہاز برطانیہ پر حملہ کرنے کے لئے آئے۔ برطانوی جہازوں سے ان کی ٹکر ہوئی۔ اور ان کو تتر بتر کر دیا گیا۔ ۵ جرمن جہاز گرا لئے گئے۔ منگل کے روز جرمن جہازوں نے جو حملے کئے۔ ان میں سے ایک بم سینٹ پال کے بڑے گرجے پر گرا۔ اور قربان گاہ کو نقصان پہنچا۔ اس دن جرمنی کے آٹھ جہاز گرائے گئے۔ مگر جرمنی نے ۳ کے گرنے کا اقرار کیا ہے۔ اس پر ہوائی وزارت نے ان جگہوں کے نام بتا دیئے جہاں ہوائی جہاز گرائے گئے۔ نیز ہوابازوں کے نام بھی بتا دیئے۔ یہ بھی بتا دیا۔ کہ ان میں سے کتنے زندہ ہیں۔ اور کتنے مارے گئے۔

— لنڈن ۱۰ر اکتوبر۔ منگل کے روز اطالوی جہازوں نے مالٹے پر چھاپا مارا۔ مگر وہ خشکی پر کوئی بم نہ گرا سکے۔ ان میں سے ایک گرا لیا گیا اور ایک ٹوٹ پھوٹ گیا۔

— لنڈن ۱۱ر اکتوبر انگریزی ہوائی جہازوں نے کل رات جرمنی کے ہوائی اڈوں اور کارخانوں پر زور شور کے حملے کئے۔ تیل کے ذخیروں، پٹرول، ریلوے لائنوں اور جنگی سامان کے ذخیروں پر بم برسائے۔ جرمنی نے مان لیا ہے۔ کہ انگریزی ہوائی جہازوں نے بڑے زور سے حملے کئے۔ اور ہمبرگ کے علاقہ میں بہت نقصان پہنچایا۔

— لنڈن ۱۱ر اکتوبر لنڈن میں آج صبح سے دو بار ہوائی خطرہ کا اعلان کیا گیا۔ اور دونوں دفعہ دشمن کے جہازوں پر گولے برسا کر انہیں بھگا دیا گیا۔ اب پتہ چلا ہے۔ کہ کل برطانیہ پر جو ہوائی لڑائیاں ہوئیں۔ ان میں پانچ جرمن جہاز گرا لئے گئے۔ ہمارے بھی اتنے ہی جہازوں کا نقصان ہؤا۔ مگر ہم نے دو جہازوں کے ہوابازوں کو بچا لیا۔

— لنڈن ۱۱ر اکتوبر برٹش ہائی کمانڈ نے اعلان کیا ہے۔ ایک اطالوی دستہ نے مصری صحرا میں بڑھنے کی کوشش کی۔ اس کے بہت سے آدمی مارے گئے۔ اور بہت سے زخمی ہوئے۔ آخر پٹ کر اسے پیچھے ہٹنا پڑا۔

— لنڈن ۱۱ر اکتوبر۔ رومانیہ میں جو جرمن فوجیں قدم جماتی جا رہی ہیں۔ رومانیہ کے ایک بڑے لیڈر نے اس کا ذکر ان الفاظ میں کیا۔ کہ نازی ٹڈی دل ہمارے ملک پر چھا رہا ہے۔

— بمبئی۔ ۱۱ر اکتوبر۔ آل انڈیا مسلم لیگ کے صدر مسٹر جناح نے اعلان کیا ہے۔ کہ یکم نومبر کو مسلمانانِ ہند اسلامی ممالک کے ساتھ ہمدردی کے اظہار کے لئے مظاہرے کریں۔ اور مسلم لیگ کے وہ ریزولیوشنز پڑھ کر سنائیں۔ جو اسی معاملہ کے متعلق پاس کئے جا چکے ہیں۔ نیز ان ممالک کے لئے دعائیں بھی کی جائیں۔

— کلکتہ ۱۱ر اکتوبر۔ ڈاکٹر ٹیگور ابھی تک بخار میں مبتلا ہیں۔

اعلان

مختلف محلہ جات میں قابل فروخت مکانات اور قطعات زمین موجود ہیں۔ ضرورتمند احباب ہم سے خط و کتابت کریں۔

نیز جنرل سروس کمپنی تعمیری عمارات کا کام بھی کرا رہی ہے۔ خواہشمند احباب شرائط تعمیر منگوا کر فیصلہ فرما دیں۔

(مینیجر جنرل سروس کمپنی قادیان)

حضرت خلیفۃ المسیح اول نورالدین اعظم رضؓ کے مجرب نسخہ جات آپ کے شاگرد کی دکان سے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نرینہ اولاد گولیاں

کوئی ہے۔ جو نرینہ اولاد کی خواہش نہ رکھتا ہو۔ یہ ایسا شیریں پھل ہے۔ کہ جس سے کسی کا بھی پیٹ نہیں بھرتا۔ امیر ہو یا غریب سب اس کے خواہاں ہیں۔ جن کے ہاں اولاد نرینہ نہیں۔ وہ تو ہر وقت اداس غمگین رہتے ہیں۔ اور جن کے ہے۔ وہ زیادہ کے خواہاں ہیں۔ خاکسار نے حضرت استاذی ام قبلہ حضرت مولوی نورالدین اعظم رضؓ سے سیکھے ہوئے مجرب اور سریع التاثیر نسخے اس بیماری کے لئے تیار کئے ہوئے ہیں۔ جن کو کثرت سے لوگ استعمال کر کے گوہر بے بہا چاند جیسے بچے حاصل کر کے خوش و خرم خدا کا شکر بجا لا رہے ہیں۔ لہذا دوستوں کو مطلع کیا جاتا ہے۔ کہ جن کے ہاں نرینہ اولاد نہیں ہے۔ وہ ہم سے جلد از جلد نرینہ اولاد گولیاں منگوا کر شروع حمل سے ہی استعمال کراویں۔ انشاء اللہ خوبصورت بچہ پیدا ہوگا۔ جو والدین کے لئے راحت قلب ہوگا۔ قیمت پوری خوراک جو چھ ماہ کے لئے ہے۔ مبلغ آٹھ روپے (۸ ؎) علاوہ محصولڈاک۔

حب مسان

اسکو سوکھا مسان شنیخوخیت کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ اس سے معدہ و جگر کمزور ہو کر بچہ روز بروز سوکھتا جاتا ہے۔ گردن باریک ہوتی جاتی ہے۔ رانوں اور چوتڑوں پر سلوٹیں پڑ جاتی ہیں۔ تمام بدن کا گوشت خشک ہو کر چمڑا ڈھیلا ہوتا جاتا ہے۔ دست جاری ہو جاتے ہیں۔ اور انسٹر بول کی سل ہو جاتی ہے۔ دودھ پیتا ہے لیکن ہضم ہوئے بغیر نکل جاتا ہے۔ اس کے لئے ہماری تیار کردہ حب مسان اکسیر صفت ثابت ہو چکی ہے۔ آزمائش شرط ہے۔ قیمت یکصد گولی (۱؎ ۴؍) ایک روپیہ چار آنے۔

بچوں کی چونڈی

یہ چونڈی ذیل کی تمام بیماریوں کا تریاق ہے۔ سبز دست۔ سفید بدہضمی کے دست۔ پیٹ کی ہر قسم کی خرابی۔ معدہ و جگر کی خرابی۔ نزلہ زکام۔ کھانسی بچہ کا منہ سے رالیں ڈالنا۔ کرم چمونہ کا ہونا۔ منہ کے اندر چھالے نکل آنا۔ تھوڑا تھوڑا چھکتے رہنا۔ پوری نیند نہ کرنا سوتے ہوئے ڈر کر رو اٹھنا اور روتے رہنا اور سوکھتے جانا۔ ماں اور گھر کے سب افراد کو بے آرام کرنا وغیرہ وغیرہ ان سب امراض کے لئے یہ چونڈی جادو اثر رکھتی ہے۔ **نوٹ**:۔ سبز دست بہت موذی بیماری ہے۔ اس کا فوری تدارک کرنا چاہیئے۔ کیونکہ ذرا سی سستی سے امراض شدیدہ کا منہ دیکھنا پڑتا ہے۔ ہماری تیار کردہ چونڈی ان تمام بیماریوں کا تریاق ہے۔ ایسے موقعوں پر ہمارے دواخانہ کی خدمات حاصل کریں۔ قیمت ایک شیشی ۸ ؍

گولڈن پلز

یہ گولیاں ان نوجوانوں کے لئے ہیں۔ جن کے پٹھے کمزور ہو چکے ہوں۔ معدہ۔ جگر۔ قلب خراب ہو گیا ہو۔ دل۔ دماغ۔ گردہ۔ مثانہ ضعیف ہو گئے ہوں۔ قوت کھو چکے ہوں۔ اعضاء رئیسہ مدد دینے سے انکاری ہو۔ ایسے وقت گولڈن پلز اکسیر صفت ثابت ہوئی ہیں۔ اس کے اجزاء میں ایک کشتہ سونا بھی ہے۔ قیمت ایک ماہ کی خوراک ۶۰ گولی تین روپے۔

تریاق سیلان الرحم

یہ نہایت موذی بیماری ہے۔ اس کو مستورات کی تندرستی خوبصورتی کا گھن کہیں۔ تو بجا ہے۔ اس سے مریضہ روز بروز کمزور ہوتی جاتی ہے۔ رنگت زرد۔ خون کم۔ چہرہ بے رونق۔ دل دھڑکتا ہے۔ طبیعت پژمردہ رہتی ہے۔ مریضہ ہمیشہ اداس غمگین رہتی ہے۔ چستی۔ چالاکی جاتی رہتی ہے۔ خوشی و سرور مٹ جاتا ہے۔ کسی کام کو جی نہیں چاہتا بھوک کم ہو جاتی ہے۔ قبض رہنے لگتی ہے۔ ایام ماہواری میں بے قاعدگی ہو جاتی ہے۔ رحم کمزور ہو کر حمل قرار نہیں پاتا۔ اور اولاد سے محرومی ہوتی ہے۔ اس کے لئے ہماری تریاق سیلان الرحم اکسیر صفت ہے اس کے کھانے سے بفضل خدا سب شکایت جاتی رہتی ہے۔ قیمت ایک ماہ کی خوراک دس ؎ ۳)

(آرڈر دیتے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں)

المشتہر: حکیم نظام جان شاگرد حضرت خلیفہ اول دواخانہ معین الصحت قادیان

مقبول عام موتی سرمہ

ضعف بصر۔ ککرے۔ جلن۔ پھولا۔ جالا۔ خارش چشم۔ پانی بہنا۔ دھند۔ غبار۔ پڑبال۔ ناخونہ۔ گوہانجنی۔ رتوند۔ (شب کوری) سرخی۔ ابتدائی موتیا بند وغیرہ۔ غرضیکہ یہ سرمہ جملہ امراض چشم کیلئے اکسیر ہے۔ جس نے ایک دفعہ استعمال کیا۔ وہ ہمیشہ کا گرویدہ ہو گیا۔ جو لوگ بچپن اور جوانی میں اس سرمہ کا استعمال رکھتے ہیں۔ وہ بڑھاپے میں اپنی نظر کو جوانوں سے بھی بہتر پاتے ہیں۔ قیمت فی تولہ دو روپے آٹھ آنے۔ محصولڈاک علاوہ

سکھ دوست کی گواہی!

جملہ امراض چشم کیلئے تریاق

جناب گیانی ہیرا سنگھ صاحب درد ایڈیٹر رسالہ پھلواری اپنے فروری ۱۹۲۸ء کے پرچہ میں لکھتے ہیں۔ کہ "میں نے نہ صرف خود ہی موتی سرمہ استعمال کیا۔ بلکہ اپنے دوسرے دوستوں کو بھی استعمال کروایا۔ بلاشبہ یہ سرمہ بہت مفید اور جملہ امراض چشم کے لئے تریاق ہے۔ آنکھوں کی صفائی اور ترقی بصارت کے لئے بے حد مفید۔ خواہشمند احباب استعمال کر کے ضرور اس سے فائدہ اٹھائیں۔"

ہندو دوست کا ارشاد

بے حد مفید پایا

جناب ٹھاکر رودر پال سنگھ صاحب سب انسپکٹر پولیس پولیس لائن جون پور سے لکھتے ہیں۔ کہ میں پہلے بھی آپ کا سرمہ کئی بار استعمال کر چکا ہوں۔ بے حد مفید پایا۔ جتنی تعریف کی جائے کم۔ براہ کرم دو شیشی اور بھیجیے!

مسلمان دوست کا فرمان

مفید ہونے کے نہایت مداح

جناب مولوی دوست محمد خاں صاحب حجانہ ڈیرہ اسماعیل خاں سے تحریر فرماتے ہیں۔ کہ دس روپے کا موتی سرمہ جناب خانصاحب سردار حاجی محمد خانصاحب بزدار رسالدار ملٹری بارڈر پولیس کے نام ارسال فرمائیے۔ آپ سے مخفی نہ رہے۔ کہ سردار صاحب ممدوح آپکا موتی سرمہ ہر سال دس روپے کا منگوا کر غرباء میں مفت تقسیم فرماتے ہیں۔ اور اسکے مفید ہونے کے نہایت مداح اور معتقد ہیں۔

ملنے کا پتہ: منیجر نور اینڈ سنز نور بلڈنگ قادیان ضلع گورداسپور پنجاب

بہترین سرمہ بالکل مفت حاصل کریں

اس وقت اشتہار جس رنگ میں دیئے جاتے ہیں۔ وہ لوگوں کے لئے سچائی کا معلوم کرنا بالکل ناممکن بنا دیتا ہے۔ لفاظی اور آسمان و زمین کے "قلابے ملانے میں ان لوگوں کو ید طولیٰ حاصل ہوتا ہے۔ بعض لوگ دو آنہ کی چیز مفت تقسیم کرنے کا اعلان کرتے ہیں۔ اور چودہ آنے اخراجات ڈاک کے نام پر طلب کرتے ہیں۔ حالانکہ اس خرچ ڈاک کے نام پر وہ تین سو فی صدی نفع حاصل کر لیتے ہیں۔ ان حالات کو دیکھتے ہوئے ہم نے فیصلہ کیا ہے۔ کہ اپنے دواخانہ کا سرمہ ممیرا خاص و اکسیر چشم کی پچاس شیشیاں بالکل مفت صرف اس شرط پر اخبار فاروق کے خریداروں کے نام ارسال کریں گے۔ کہ وہ اس کے استعمال کا وعدہ کریں۔ اور اس کے بعد اس کے نفع یا نقصان کی پوری پوری کیفیت بھی لکھ بھیجیں۔ اور اگر مفید پائیں۔ تو اپنے دوستوں سے اس کا ذکر کرتے رہیں۔

سرمہ ممیرا خاص دھند۔ جالا۔ نظر کی کمزوری۔ سرخی چشم اور پانی بہنے وغیرہ امراض کے لئے مفید ہے۔ اور اکسیر چشم ککروں کی اور ناخنہ وغیرہ کی امراض کے لئے مفید ہے۔ ہم لمبی چوڑی تعریف کی ضرورت نہیں سمجھتے۔ منگوا کر استعمال کریں۔ اور خود ہی فیصلہ کریں۔ سرمہ پارسل کی صورت میں ارسال ہوگا۔ جس پر چار آنہ فی پارسل خرچ آتا ہے۔ جو ہم خود ہی ادا کریں گے۔

ملنے کا پتہ

منیجر دواخانہ خدمت خلق قادیان (پنجاب)